



**THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES**

OFFICIAL REPORT

Monday, the November 15, 2021
(315th Session)
Volume X, No.05
(Nos.01-07)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume X
No.05

SP.X (05)/2021
15

Contents

1.	Recitation from the Holy Quran.....	1
2.	Point of Order Raised by Senator Kamil Ali Agha Regarding Striking off his Name from Parliamentary Committees	2
3.	Leave of Absence	3
4.	Point of Public Importance Raised by Senator Azam Nazeer Tarar on a Compromised Judicial System and Electoral Process	4
	• Senator Syed Yousuf Raza Gillani (Leader of the Opposition)	6
	• Senator Ejaz Ahmad Chaudhary	7
	• Senator Dr. Shahzad Waseem (Leader of the House)	10
5.	Point of Public Importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding missing advocates in Balochistan	12
6.	Point of Public Importance raised by Senator Hidayat Ullah regarding absence of representation of smaller political groups	13
7.	Introduction of [The Transgender Persons (Protection of Rights) (Amendment) Bill, 2020]	13
8.	Discussion on introduction of [The Anti-Rape (Investigation and Trial) Bill, 2021]	19
	• Senator Syed Ali Zafar	19
	• Senator Sherry Rehman	22
	• Senator Mian Raza Rabbani	22
	• Senator Syed Ali Zafar	24
	• Senator Azam Nazeer Tarar	25
	• Senator Muhammad Azam Khan Swati, Minister for Railways	26
9.	Introduction of [The State Bank of Pakistan (Amendment) Bill, 2021]	27
10.	Introduction of [The Constitution (Amendment) Bill, 2021] (Amendment of Article 37).....	28
11.	Introduction of [The Islamabad Capital Territory Waqf Properties (Amendment) Bill, 2021]	31
12.	Introduction of [The Protection of Journalists Bill, 2021].....	33
13.	Introduction of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2021....	41
14.	Introduction of the Constitution (Amendment) Bill, 2021 (Amendment of Articles 111, 140, 260 and 275)	42
15.	The Factories (Amendment) Bill, 2021	45
16.	Withdrawal of [The Federal Board of Revenue (Amendment) Bill, 2020]	47
17.	Motion under Rule 126(7) for consideration of [The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2020] in a joint sitting of Parliament	48
18.	Motion under Rule 218 moved by Senator Mushtaq Ahmed regarding the reasons of enormous cases lying pending with Supreme Court and Islamabad High Court	48
	• Senator Taj Haider	52

•	Senator Engr. Rukhsana Zuberi.....	56
•	Senator Azam Nazeer Tarar	58
•	Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition	62
•	Senator Syed Shibli Faraz, Minister for Science & Technology	65
•	Senator Syed Ali Zafar	67
•	Mr. Ali Muhammad Khan, MoS for Parliamentary Affairs	71
19.	Resolution moved by Senator Seemee Ezdi regarding measure to overcome pollution in the country	78
20.	Resolution moved by Senator Saleem Mandviwalla on a selfless and relentless sacrifice of Shaheed Wing Commander Nauman Akram	79
21.	Resolution moved by Senator Syed Ali Zafar on the sad demise of Dr. Abdul Qadeer Khan and acknowledgment of his contribution for Pakistan	84
22.	Resolution moved by Senator Faisal Javed regarding recitation of the Holy Quran and Darood at the Commencement of every Public Meeting and Conference	88

SENATE OF PAKISTAN SENATE DEBATES

Monday the November 15, 2021

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at five in the evening with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿١٠٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿١٠١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿١٠٢﴾ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿١٠٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ﴿١٠٤﴾ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿١٠٥﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿١٠٦﴾ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴿١٠٧﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا ﴿١٠٨﴾

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے ہیں) اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔ وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے۔ جس روز وہ ان سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا۔ اور اس نے ان کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوش

خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا افضل ہے۔

(سورۃ الاحزاب: آیات ۲۰ تا ۲۷)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! میرا point of order ہے۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر کامل علی آغا صاحب۔

Point of Order Raised by Senator Kamil Ali Agha
Regarding Striking off his Name from Parliamentary
Committees

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! میرے لیے بڑی افسوس ناک بات ہے کہ میرا نام پارلیمانی کمیٹی برائے تعیناتی الیکشن کمیشن اور ممبران الیکشن کمیشن میں ڈالا گیا۔ میں نے کسی سے فرمائش نہیں کی تھی اور نہ میں نے کسی سے demand کی تھی لیکن اس کے بعد مجھے تین مرتبہ کمیٹی میں بلایا گیا، کمیٹی میٹنگ منسوخ کی گئی، اس کے بعد نامعلوم وجوہات کی بنا پر میرا نام اس کمیٹی میں سے نکالا گیا یعنی میری ذاتی عزت پر حرف آیا ہے۔ الحمد للہ میں چار بار اس پارلیمنٹ کارکن رہ چکا ہوں، میرے ساتھ کسی کو جرأت نہیں ہوئی اور نہ میں نے کبھی کسی کو جرأت دی ہے کہ وہ میرے ساتھ اس قسم کا اقدام اٹھائے۔ میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں اور میں یہ گزارش کروں گا کہ مجھے اس پر explanation دی جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ان شاء اللہ میں اس پر آپ سے Chamber میں بات

کروں گا اور اس کو ٹھیک کریں گے، یقین کریں۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ پہلے کیوں نہیں ہوا جو آپ یہاں پر فرما رہے ہیں، آپ نے یہ پہلے

کیوں نہیں کیا، اگر آپ اس کے responsible ہیں تو آپ نے مجھے Chamber میں کیوں نہیں بلوایا۔

جناب چیئرمین: آپ اس وقت responsibility fix کریں گے، آپ جو کہیں گے،

میں کر لوں گا۔ آپ کی بڑی مہربانی ہے، آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ میں جب آپ کو explain

کروں گا پھر بات کریں، آپ کی مہربانی ہے، آپ کا شکریہ، Chamber میں بات کریں گے، میں آپ کو بلاؤں گا۔

سینیئر کامل علی آغا: آپ undertake کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں اس پر بالکل آپ سے بات کروں گا، آپ کو explain کروں گا۔

سینیئر کامل علی آغا: اس میں بات کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میں سمجھ گیا۔

سینیئر کامل علی آغا: بات کرنے کی گنجائش تب ہوتی ہے کہ میں نے کہا ہو کہ میرا نام

ڈالیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے بالکل نہیں کہا، میں ساری بات آپ کے سامنے رکھوں گا۔ ان شاء

اللہ ٹھیک کر دیں گے۔ آپ کا شکریہ۔ جناب محبوب اللہ جان صاحب KP سے سابق ایم این اے ہیں،

وہ یہاں پر تشریف رکھتے ہیں، welcome to the House اور ملک دیدار خان صاحب ایم

پی اے ہیں، وہ تشریف رکھتے ہیں، ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔ اب leave

applications کرتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: سینیئر جام مہتاب حسین ڈار صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ

5 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے

رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیئر پروفیسر ساجد میر صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 12

نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے

رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد طاہر بزنجو صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9 تا 12 نومبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ادھر سے بھی members کھڑے ہیں۔ جی سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب بات کریں، آپ کے بعد وہ بات کریں گے۔

Point of Public Importance Raised by Senator Azam Nazeer Tarar on a Compromised Judicial System and Electoral Process

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ آج میرے لیے بطور وکیل اور parliamentary جو ایک تکلیف دہ خبر ہے، جو صبح سے media میں چل رہی ہے اور اب تو سنا ہے کہ کچھ اور معاملات بھی آگے بڑھے ہیں۔ پاکستان کی عدلیہ کے ایک senior judge نے، جو ماضی میں سزائیں سنائی گئیں اور جس طرح سے پاکستان کے سیاسی رہنماؤں کو election and political process سے باہر رکھنے کے لیے ان کے مقدمات پر اثر انداز ہونے کے لیے حربے استعمال کیے گئے، وہ بات سامنے آئی اور انہوں نے کھلایا یہ بیان حلفی داخل کیا کہ اس وقت کے Chief Justice of Pakistan نے حکماً High Court کے جج صاحب سے کہا کہ یہ cases اس طرح سے نہیں چلنے چاہئیں اور یہ election کے بعد جائیں گے۔ اس کے بعد پاکستان کے عدالتی نظام کی transparency ہے اور جو تین مرتبہ کے وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف پر مقدمات قائم کیے گئے اور ان کو جس طرح سے سزائیں سنائی گئیں، نہ صرف ماضی میں اسلام آباد کی ہائی کورٹ کے ایک معزز جج جسٹس شوکت صدیقی صاحب نے سپریم کورٹ میں بیان داخل کیا کہ ان پر کس طرح اثر انداز ہونے کی کوشش کی گئی۔ اب اسلام آباد ہائی کورٹ کے ایک اور چیف جج ہیں، ان کی طرف سے بھی بیان آ گیا اور وہ بیان حلفی کی صورت میں آیا کہ یہ سزائیں کس طرح procure کروائی گئیں اور پھر ان کو maintain رکھنے کے لیے کس طرح سے اثر انداز ہونے کی کوشش کی جاتی رہی۔ اس سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ یہاں پر نہ صرف عدالتی نظام compromised تھا بلکہ جو 2018 میں election process ہوا، وہ بھی بری

طرح compromised تھا۔ اس پر طرفہ تماشا یہ کہ بجائے اس کے اس پر کوئی commission appoint کیا جائے اور اس کی تحقیق ہو، وزیر اعظم صاحب نے ابھی بیان جاری کر دیا کہ یہ سیاسی عناصر ہمیشہ cases پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب! اعلیٰ عدلیہ کی ایک عدالتی شخصیت جن کا اسلام آباد ہائی کورٹ سے تعلق ہے، انہوں نے آج سے چار ماہ پہلے سپریم کورٹ میں ایک بیان دیا جو کہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔ اب چیف جج گلگت بلتستان کا بیان آ گیا ہے جس میں من و عن ان ہی اشاروں کی انہوں نے تصدیق کر دی ہے کہ کس طرح سے محمد نواز شریف، ان کی بیٹی اور ان کے داماد کو پہلے conviction procure کی گئی اور اس کے بعد اس مقدمے کو دبانے کے لیے، prolong کرنے کے لیے عدالتی فیصلوں پر اثر انداز ہوئے، ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں، اس پر ایک open commission بننا چاہیے۔ میرے خیال میں پارلیمان شفاف انتخابات کے ذریعے معرض وجود میں آتی ہے اور انتخابات سے پہلے یہ حربے استعمال ہوئے، یہ زبان زد عام تھے اب یہ عدالتی شخصیات کے منہ سے آنے شروع ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوس ناک خبر ہے اور اس نے سارا پول کھول کر رکھ دیا ہے کہ ہمارے جو institutions ہیں ان کی غیر جانبداری کہاں پر ہے اور جو عدالتی فیصلے ہیں ان کی transparency کہاں گئی۔ اس بابت میرا اس ایوان سے یہ مطالبہ ہو گا کہ اس پر ایک کمیشن appoint ہو، یہ ایک انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے اور وزیر اعظم صاحب کے حوالے سے میں اس ایوان کو اپنے جذبات ضرور پہنچانا چاہوں گا کہ وزیر اعظم صاحب ان معاملات سے دور رہتے، انہوں نے بیان دے دیا ہے کہ یہ ہمیشہ کوشش کرتے ہیں، کسی سیاسی لیڈر نے کوئی بیان نہیں دیا ہے۔ کسی سیاسی پارٹی نے کوئی بیان جاری نہیں کیا ہے۔۔۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی تارڑ صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا اور بات سمیٹتے ہوئے یہ کہوں گا یہ ہم سب لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ سیاست دانوں کے خلاف کب تک یہ کھلوایا ہوتے رہیں گے۔ پاکستان کی تاریخ اس طرح کے فیصلوں سے بھری ہوئی ہے جہاں پر elected وزراء نے اعظم کو عدالتی فیصلوں کا سہارا لے کر گھر بھیجا گیا، نہ صرف یہ بلکہ انہیں تختہ دار تک پہنچایا

گیا۔ ہم شہید ذوالفقار علی بھٹو کے فیصلے کا ذکر کریں، آج بھی وہ فیصلہ پڑھ کر تاریخ شرماتی ہے اور آج تک اس مقدمے کو کسی عدالتی نظیر کی حیثیت نہیں مل سکی ہے۔ جناب یوسف رضا گیلانی اس ایوان کے معزز رکن اور Leader of the Opposition جو پاکستان کے منتخب وزیر اعظم تھے، انہیں بھی اسی طرح ایک عدالتی فیصلے کی بھیجٹ چڑھایا گیا۔ تین مرتبہ کے elected Prime Minister کو election process سے باہر رکھے اور انتخابات کے اکھاڑے سے باہر پھینکنے کے لیے ایک مرتبہ پھر ان بیساکھیوں کا سہارا لیا گیا۔

جناب چیئرمین! اس ملک کے ساتھ کب تک یہ کھلوڑا ہو گا اور کب تک اس طرح کے فیصلے لاکر سیاست کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جائے گی اور عوام کے حق رائے دہی پر indirect طریقے سے ڈاکا ڈالا جائے گا۔ یہ high time ہے اور اس کے خلاف ہم سب کو آواز اٹھانی چاہیے، جب تک یہ ایوان شفاف انتخابات کے ذریعے نہیں گے اور جب تک یہاں پر ضمیر کی آواز پر بولنے والے لوگ آئیں گے تب تک اس ملک کا نظام اور یہ ایوان ٹھیک چلے گا۔ میری اپنے ساتھیوں سے یہ درخواست ہو گی کہ اس حوالے سے علامتی واک آؤٹ میں ہمارے ساتھ ضرور شامل ہوں تاکہ ہماری آواز متعلقہ ایوانوں تک پہنچے کیونکہ اب یہ practice ختم ہونی چاہیے۔ اس ملک کے عوام کو ان کے ضمیر کے مطابق ووٹ کا حق استعمال کرنے اور اپنے ووٹ کی طاقت سے سیاسی قیادت لانے کا موقع دیا جائے، نہ کہ اس طرح کے ہتھکنڈوں سے الیکشن کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی Leader of the Opposition کھڑے ہوئے ہیں۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani (Leader of the Opposition)

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! ابھی دو تین points پر بات ہوئی ہے، I was slightly late، ایک تو کامل علی آغا صاحب نے کوئی بات کی ہے اور PDM کے معزز پارلیمانی لیڈر نے بات کی ہے، ان کی support کرتے ہوئے میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔

سپیکر قومی اسمبلی نے combined Opposition Leader کو ایک لیٹر بھیجا ہے کہ جتنی بھی legislation ہے اس کے لیے ہم کمیٹی میں بیٹھ کر بات کرنے کے لیے تیار

ہیں۔ ہم نے کل اس کا positive response دے دیا ہے کہ ہم ملک کے وسیع تر مفاد، ایوان، rule of law, democracy and supremacy of the Parliament کے لیے بیٹھ کر بات کرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے joint session کو ملتوی کیا تاکہ ہم بیٹھ کر consensus evolve کر سکیں۔ ہم نے consensus کے لیے لکھ کر دے دیا ہے۔ میں سن رہا ہوں کہ ابھی حکومت کا یہ خیال ہے کہ joint session پھر بلا کر جتنے بھی controversial points ہیں جن کے لیے ہم بیٹھنے کو تیار ہیں وہ انہیں bulldoze کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بہت ہی غلط trend ہو گا۔ ایک طرف سے آپ دعوت دیں، دوسری طرف سے آپ oppose کریں تو یہ بہت controversial بات ہے جبکہ we have all agreed اور آج پھر ہماری steering committee meeting ہوئی۔ ہماری responsibility and seriousness کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ ہم نے Sunday کو بھی اپوزیشن کی steering committee meeting بلائی تھی، آج بھی بلائی ہے اور ہم نے لکھ کر دے دیا ہے کہ ہم بات کرنے کے لیے تیار ہیں۔

(اس موقع پر تمام اپوزیشن ارکان نے ایوان سے walk-out کیا)

جناب چیئرمین: سینیٹر اعجاز احمد چوہدری صاحب۔

Senator Ejaz Ahmad Chaudhary

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: شکریہ، جناب چیئرمین! میں معزز اپوزیشن کے ارکان سے درخواست کروں گا کہ ہماری بات بھی سن کر جائیں کیونکہ اگر اپنی غزل سنا کر چلے جائیں گے تو مشاعرے کا کیا ہو گا۔ جناب میں رکت جاتا ہوں، وہ تشریف لائیں گے تو میں بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: آپ بات کریں، lobbies میں آواز جاتی ہے۔

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: میں یہ سمجھتا تھا کہ فاضل رکن اعظم نذیر تارڑ ماشاء اللہ سے خود اچھے اور نامور وکیل بھی ہیں، وہ سب سے پہلے اس بات کا خیال کریں گے کہ جرائم پیشہ لوگوں اور سیاست دانوں میں ایک فرق ہوتا ہے اور انہوں نے جن لوگوں کا ذکر کیا، جن Apex Courts کے سامنے ہمارے فاضل رکن خود پیش ہوتے ہیں، ان ہی عدالتوں نے وہ فیصلے کیے ہوئے ہیں۔ جن کے بارے میں فیصلے کیے ہوئے ہیں وہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ، Apex Court نے پہلی مرتبہ انہیں جھوٹا اور بددیانت قرار دیا اور دوسری مرتبہ کرپشن کی وجہ سے دس سال قید دی۔ تیسری

بات یہ ہے کہ پوری قوم کو دھوکا دے کر اور یہ point لے کر کہ صبح تک زندہ رہیں گے یا نہیں، باہر چلے گئے۔

جناب چیئرمین: چوہدری صاحب! بیٹھ جائیں، quorum point out کر دیا گیا ہے۔ Count کریں۔

(Count was made)

Mr. Chairman: The House is not in quorum, 24 Members are present. Bells may be rung for five minutes.

(The bells were rung for five minutes)

Mr. Chairman: Bells be stopped and count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Twenty nine (29) Members are present, so, the House is in quorum.

فدا صاحب! آپ جائیں اور اپوزیشن کو منا کر لے آئیں۔ چوہدری صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ فاضل رکن اعظم نذیر تارڑ یہاں تقریر فرما کر اور بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں، ان کو چاہیے تھا کہ صبر کا دامن نہ چھوڑتے اور یہاں پر ذرا جواب لے لیتے۔ جن کے بارے میں انہوں نے کہا، ان کو آج پورے ایوان کے اندر سیاستدان declare کیا۔ سیاستدان وہ ہوتا ہے جو پارلیمنٹ کا احترام کرے، جو آئین کا احترام کرے، جو پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالتوں کا احترام کرے۔ یہاں پر جن لوگوں کو یہ اپنا سیاستدان اور لیڈر declare کر رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں سپریم کورٹ سے پہلی مرتبہ جھوٹا اور بددیانت قرار دیا گیا۔ دوسری مرتبہ کرپشن کے اندر دس سال قید کی سزا سنائی گئی۔ ان کی نامور مجرمہ بیٹی کو سات سال قید سنائی گئی۔ یہ ان لوگوں کو اپنا لیڈر قرار دیتے ہیں۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد وہ لیڈر ایسا تھا کہ اس نے پوری قوم کو دھوکا دیا اور یہ کہا کہ بالکل وہ اگلے دن مرنے ہی والے ہیں، اس لیے انہیں ملک سے باہر جا کر علاج کرانے کی اجازت دی جائے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ کس طرح کے سیاستدان ہیں، فاضل رکن نے زور دے کر کہا، کہ جو اس ملک کے اوپر تین

مرتبہ وزیراعظم رہے ہیں۔ اپنے ادوار کے اندر وہ ایک ہسپتال ایسا نہیں بنا سکے جس میں کم از کم اپنا علاج ہی کروالیتے۔ یہاں سے آٹھ ہفتے کا کہہ کر گئے جبکہ ابھی سواٹھ ٹھ سال ہو گیا ہے باہر جا کر بیٹھے ہوئے ہیں، انہیں یہ اپنا لیڈر قرار دے رہے ہیں۔ لیڈر کے بھائی جن کے ایک ایک اکاؤنٹ سے کم از کم پچیس ارب روپے کا کوئی جواب ہی نہیں مل رہا، اس نے لکھ کر کہا تھا کہ وہ آٹھ ہفتے میں واپس آ جائیں گے۔ اس وقت ہمارا موقف یہ تھا، چونکہ یہ پیسے کے پجاری ہیں، یہ پیسے کو اپنا مائی باپ سمجھتے ہیں، ان سے سات ارب روپے کا bond fill کروایا جائے لیکن عدالت نے کمال شفقت کرتے ہوئے ان سے کہا کہ نہیں، پچاس روپے کے کاغذ پر لکھ کر دے دیں، یہ تین مرتبہ وزیراعظم رہے ہیں، اپنی زبان کے پکے ہیں، واپس آ جائیں گے۔ آج تک وہ واپس نہیں آئے۔

اب آپ سن لیں کہ جس شخص نے یہ affidavit دیا ہے، وہ کیا تماشہ ہے؟ اس کو اسی مجرم نے جو سابق وزیراعظم ہے، خود گلگت بلتستان کا چیف جسٹس مقرر کیا تھا۔ اس وقت سے لے کر جس دن کا واقعہ آج allege کر رہے ہیں، وہ خاموشی سے بیٹھے رہے۔ ذرا بھی ان کا ضمیر نہیں جاگا۔ انہوں نے کوئی affidavit لکھ کر نہیں دیا، کوئی بیان نہیں لکھ کر دیا اور اب جبکہ 17 نومبر کو، تین سالوں کے بعد، مجرم باپ کی مجرم بیٹی کا مقدمہ اسلام آباد ہائی کورٹ میں شروع ہونا ہے، میں آپ کو بتاؤں کہ انہوں نے جس طرح عدالتوں کا تماشہ بنایا ہوا ہے، کبھی وکیل بیمار، کبھی ان کی کمر میں درد، کبھی ان کی ٹانگ میں درد اور عدالت عالیہ نے یہ کہا کہ آپ بیٹھ کر دلائل دے لیں، ہم آپ کے لیے چارپائی کا انتظام کر دیتے ہیں، آپ لیٹ کر دلائل دے دیں لیکن کیس چلنے دیں۔ انہوں نے تین سال تک اس مقدمے کو نہیں چلنے دیا۔ جب سارے بہانے ختم ہو گئے اور 17 نومبر کو کیس لگ گیا تو یہ affidavit آ گیا اور affidavit بھی اس سے notarize کر دیا گیا جس سے وہ مجرم ہمیشہ اپنے health کے سارے attest, certificates, کروا کر بھیجتے ہیں۔ اسی شخص نے اسے notarize کر کے بھیجا ہے۔ میں اصل میں point یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بالکل کمیشن بننے چاہئیں اور ان مجرموں کو کسی صورت میں معاف نہیں کیا جانا چاہیے جو پاکستان کا اربوں روپیہ چوری کر کے یہاں سے بھاگ گئے۔ سادہ سا سوال ہے عدالت نے یہ پوچھا تھا کہ یہ جو آپ نے چار فلیٹس لیے ہیں، یہ اربوں ڈالرز کے فلیٹ آپ نے کس آمدن سے لیے۔ آپ کے ذرائع آمدن کیا ہیں؟ آج تک ان ذرائع آمدن کا پتا نہیں چل سکا۔ مجرم باپ کی مجرم بیٹی نے 17 نومبر کو یہی جواب

دینا ہے، کوئی منی ٹریل نہیں۔ کبھی قطری خط آجاتا ہے اور کبھی آئیں بائیں شائیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ بیرون ملک تو کیا، پاکستان میں بھی میری کوئی جلداد نہیں ہے، اسے یہ لیڈر قرار دیتے ہیں۔ اتنے جھوٹے، مکار، بے ایمان اور بددیانت لوگوں کو یہ اپنا لیڈر قرار دیتے ہیں۔ اس لیے انہیں شرم آنی چاہیے۔

جناب چیئرمین: ایسے الفاظ استعمال نہ کریں، یہ پارلیمنٹ ہے۔ شکر یہ۔ بس بہت ہو گیا، point of public importance ہے۔

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: جناب والا! Islamabad High Court نے اس case پر suo moto لے لیا ہے، اس لیے اس پر ان کا بات کرنا ویسے بھی نہیں بنتا۔ میں تو قائد حزب اختلاف کی بات کا خیر مقدم کرنا چاہتا تھا کہ وہ پارلیمانی کمیٹی میں شامل ہونا چاہتے ہیں لیکن ان کی شمولیت تو ایک قسم کی دھمکی ہے جو وہ دے کر گئے ہیں۔ آئیں، اتوار کو ملیں، پیر کو ملیں، کل ملیں، ابھی تو Joint Session آنا ہے، آپ پہلے مل کر resolve کریں، آپ پہلے ہی یہ طے کر کے بیٹھ گئے ہیں کہ ہم نے آپ کے ساتھ بیٹھ کر بات نہیں کرنی۔

جناب چیئرمین: جی شکر یہ۔ لیڈر آف دی ہاؤس۔

Senator Dr. Shahzad Waseem (Leader of the House)

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد ایوان): جناب چیئرمین! آج آپ نے بھی دیکھا، اس ایوان نے بھی دیکھا اور قوم جو سینیٹ کی کارروائی دیکھ رہی ہے، انہوں نے بھی دیکھا کہ دو عملی کسے کہا جاتا ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر یہ پارلیمان کا نام لیتے ہیں، بات پارلیمان کی بالادستی کی کرتے ہیں، یہاں بیٹھ کر debate کرنے کی بجائے آپ بات کرتے ہیں اور اس کے بعد یہاں سے بھاگ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی I welcome Opposition آگئی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: آج انہوں نے دوسرا شب خون مارنے کی کوشش کی کہ quorum point out کر دیا، آپ کی جان نہیں چھوٹے گی، ہم یہاں موجود ہیں، ہم آپ کو بے نقاب بھی کریں گے اور آپ کے جھوٹے allegations کا جواب بھی دیں گے۔ جناب والا! جب ہم ان کے منہ سے عدلیہ کی بالادستی کا سنتے ہیں تو ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ جب یہ ہمیں عدلیہ کی تاریخ بتانے کی کوشش کرتے ہیں، آپ کو چمک والی عدلیہ یاد ہے، وہ briefcases آپ کو یاد

ہیں؟ جسٹس قیوم کو فیصلے لکھوا کر 'یار انہو' مانا کر دیو، لگتا تھا کہ خواتین یا کوئی بازار میں جاتا ہے تو جس کو اچھی bargaining آتی ہے، وہ وہاں بھاؤ تاؤ کرتا ہے کہ اس کو اتنے میں کر لو، چلو اتنے میں فیصلہ کر لو، اس طرح یہ ججوں کو فیصلے لکھواتے رہے ہیں۔ ان کی جسٹس قیوم کے ساتھ جو conversation ہے وہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی بھلائی نہیں جاسکتی۔ جب نہ آپ کی چمک کام کرے، جب آپ کی networking کام نہ کرے تو آپ سپریم کورٹ پر چڑھ دوڑتے ہیں، آپ سپریم کورٹ پر حملہ کر دیتے ہیں اور عدلیہ کی بالادستی کی بات کرتے ہیں۔ آپ وہ ہیں جنہیں سب سے زیادہ relief عدلیہ نے دیا، پاکستان کی تاریخ میں کبھی آپ نے دیکھا کہ ایک سزا یافتہ مجرم عدلیہ میں درخواست دے کر مفرور ہو گیا۔ مجرم اور مفرور کو آپ اپنا لیڈر کہتے ہیں۔

جناب والا! اگر آپ نے اس ملک میں سیاسی نظام کو ٹھیک طرح سے چلانا ہے، اگر آپ نے جمہوریت کو آگے چلانا ہے تو جو بات ہم کہہ رہے ہیں، اسے ذرا سنیں، ہم کہتے ہیں کہ آئیں، judicial reforms کریں، آپ نہیں بیٹھتے، ہم کہتے ہیں کہ آئیں اور انتخابی اصلاحات کریں، آپ اپنی شرائط رکھ دیتے ہیں۔ جناب والا! میں ایک مرتبہ پھر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وقت سنجیدگی اور دوراندیشی کا ہے، اس ملک نے آگے چلنا ہے، ماضی میں جو غلطیاں ہوئیں، ماضی میں اداروں کے ساتھ جو سلوک ہوتا رہا، ہم نے اسے ٹھیک کرنا ہے، ہم نے اسے آگے لے کر چلنا ہے اور وہ صرف اور صرف reforms کے ذریعے ممکن ہے۔ اگر آپ reforms کو اپنی political point scoring سے علیحدہ نہیں رکھیں گے تو پھر ہمیں reforms کا مستقبل تابناک نظر نہیں آتا۔ میری گزارش ہے کہ وہ issue جس کے ساتھ اس ملک کا سیاسی مستقبل جڑا ہوا ہے، جمہوریت کا مستقبل جڑا ہوا ہے، اس پر آئیں، بیٹھیں اور ایک positive طریقے سے اپنی contribution کریں۔ شکر یہ۔

جناب چیئر مین: ابھی پہلے ایوان کا business لے لیتے ہیں، دو ہفتوں سے delay ہو رہا ہے، میری گزارش ہے۔ جی کامران صاحب! جلدی جلدی بتائیں۔
سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئر مین! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے اپنا ایک گلہ آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔

جناب چیئر مین: لگتا ہے کہ آج گلہ کا دن ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! میرے خیال میں صرف گلہ ہی کر دیتا ہوں۔ جناب والا! ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں گو کہ tail end پر بیٹھے ہیں، صرف چند لوگوں کو وقت ملتا ہے، ہمیں کوئی وقت نہیں ملتا، ہم جتنے مرضی button دباتے رہیں، ہاتھ ہلاتے رہیں۔ ہمارے درمیان تھوڑا سا balance create کریں، گو ہمارے issues اتنے بڑے نہیں ہوتے ہوں گے لیکن بہر حال اس ملک کے issues ہیں۔ ہمیں بالکل وقت نہیں ملتا۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے ان شاء اللہ آئندہ خیال رکھیں گے۔ صدیقی صاحب! ان کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی، ابھی گلہ کر رہے ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟ جی۔

Point of Public Importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding missing advocates in Balochistan

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! میرا مسئلہ میرے صوبے سے متعلق ہے، پہلے missing persons کا مسئلہ غریب اور عام لوگوں تک تھا لیکن اب یہ advocates تک پہنچ گیا ہے۔ میں three instances quote کر رہا ہوں، ہماری ایک خاتون ایڈوکیٹ شکر بی بی کے بھائی اور سہیلے کو 31-5-2021 and 25-7-2021 اٹھایا گیا اور آج تک ان کی whereabouts کا پتا نہیں ہے۔ یہ ایک خاتون ایڈوکیٹ کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد علی حسن بگٹی صاحب Quetta Bar کے General Secretary تھے، اب الیکشن ہوئے ہیں، ان کے گھر پر raid کر کے ان کے cousin یا سہیلے عبدالوہاب بگٹی کو اٹھایا گیا اور ان کا بھی چار، پانچ دنوں سے کوئی پتا نہیں ہے۔ پہلے تو یہ سارا کچھ عام لوگوں کے ساتھ ہو رہا تھا، اب یہ آگ ہم تک بھی پہنچ گئی ہے۔ یہ لوگ بعض اوقات جب انہیں مزید detain نہیں کر سکتے تھے تو یہ کرتے ہیں کہ انہیں بلوچستان میں چھوڑ دیا جاتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ انہیں کونسل یا اس کے آس پاس کسی جگہ چھوڑ دیں، انہیں چھوڑنا بھی ہوتا ہے تو ان پر مقدمات ملتان میں بناتے ہیں، ان پر بہاولپور میں مقدمات بناتے ہیں، کسی پر چرس کی برآمدگی ڈال دی، کسی پر کچھ ڈال دیا، کسی پر کوئی چیز ڈال دی۔ خدا کے واسطے اگر اس ملک کو چلانا ہے، باقی معاملات بہت بڑے بڑے ہیں لیکن عام لوگوں کے معاملات بھی ہیں۔ اگر اس ملک کو چلانا ہے، اس ملک نے اگر چلنا ہے تو ان معاملات کو دیکھنا پڑے گا۔ اس issue کو Standing Committee on Interior کے پاس بھیج دیں یا Defence

Committee کے پاس بھیج دیں کہ اللہ کے واسطے تم کیا کرتے ہو؟ اگر عام لوگوں کو اٹھاتے رہو گے تو اس ملک میں پھر کیا ہوگا؟

جناب چیئر مین: شکریہ۔ سینیٹر ہدایت اللہ صاحب۔

سینیٹر ہدایت اللہ: شکریہ، جناب چیئر مین! میں آپ اور ایوان کی توجہ Article 213 کے تحت بنائی گئی کمیٹی کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔
جناب چیئر مین: وہ تو بہت clear ہے۔

Point of Public Importance raised by Senator Hidayat Ullah regarding absence of representation of smaller political groups

سینیٹر ہدایت اللہ: جناب والا! Article 213 میں بہت clear لکھا ہوا ہے کہ Government Benches, Opposition parties, آپ بتادیں کہ اپوزیشن میں صرف دو پارٹیاں ہیں تو پھر ٹھیک ہے، ہم چھوٹی پارٹیاں اور چھوٹے groups یہاں نہ آیا کریں، ہمارے علاقوں کی representation نہیں ہوگی، نہ FATA کی ہوگی نہ بلوچستان کی ہوگی، ہم اس group کا حصہ ہیں اور اپوزیشن کا حصہ ہیں۔ میرے خیال میں یہ سراسر زیادتی ہے کہ ایک مرتبہ نام ڈال کر پھر اس کو نکال دیا جائے۔ اس سے ہمارا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے اور ہمارے علاقے کی representation بھی نہیں ہوتی۔ ہمیں زیادہ تر بلوچستان اور فاٹا کے لیے ضرورت ہے کہ ہم دیکھ سکیں کہ کس ممبر کو اس علاقے کے بارے میں پتا بھی ہے کہ نہیں، وہ کہاں سے elect ہو کر آ رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی اس پر پھر سے مشاورت کرتے ہیں، شکریہ۔

Senator Mushtaq Ahmed may please move Order No.2.

Introduction of [The Transgender Persons (Protection of Rights) (Amendment) Bill, 2020]

Senator Mushtaq Ahmed: Thank you Mr. Chairman. I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 [The Transgender Persons (Protection of Rights) (Amendment) Bill, 2021].

جناب چیئرمین: یہ Bill کیوں لار رہے ہیں، چیدہ چیدہ باتیں جلدی بتادیں تاکہ آپ ہی کے ساتھیوں کے Bills آسکیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب والا! یہ ایک اہم issue ہے۔ میں جو Bill لایا ہوں، میں نے Transgender Act (Protection of Rights) میں کچھ ترامیم تجویز کی ہیں۔ میں ایوان کو تھوڑا بتانا چاہتا ہوں کہ 2018 میں جو قانون بنا، اس کا misuse ہو رہا ہے اور مستقبل میں بھی ہو سکتا ہے۔ Transgender person کی three definitions کی

گئی ہیں، ان میں پہلی definition ٹھیک ہے، میں دوسری definition بتا دیتا ہوں

(ii) “eunuch assigned male at birth, but undergoes genital excision or castration”

یعنی ایک ایسا مرد جو castration سے گزرا ہو یا damage ہو چکا ہو، اسے transgender قرار دیا گیا ہے۔ تیسری تعریف یہ ہے کہ:

(iii) a “transgender man, transgender woman, Khawaja Sira or any person, whose gender identity or gender expression differs from the social norms and cultural expectations based on the sex they were assigned at the time of their birth.”

جناب چیئرمین! اس میں پورا مرد یا عورت ہے یعنی ان دونوں کو transgender قرار دیا گیا ہے۔ اب جو تیسری چیز ہے وہ یہ ہے that recognition of identity of transgender person جو (3) clause ہے ذرا سے سن لیجئے۔

A transgender person shall have a right to be recognized as per his or her self-perceived gender identity as such in accordance with the provision of the sex.

اس ایکٹ سے ہوا یہ ہے کہ اس کی definition 2 کی رو سے ایک مرد سرجری کی صورت میں اور definition 3 کی رو سے ایک مرد بغیر سرجری کے اپنے آپ کو عورت تسلیم کروا سکتا ہے اور

عورت اپنے آپ کو مرد تسلیم کروا سکتی ہے اس لیے یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور اس کے نتیجے میں یہ ہوگا کہ اس ایکٹ کی جو definition ہے اس کی رو سے اور (3) section کی رو سے ایک آدمی یعنی آپ دیکھیں کہ اپنی مرضی، تخیل یا زعم کی بنیاد پر جنس کو register کرنے کا اختیار دے رہا ہے، آپ دیکھیں his or her self-perceived gender identity اس کے نتیجے میں یہ ہوگا کہ ایک فرد جو biologically مرد ہوگا لیکن اس کے خیالات، زعم اور تفرقات عورتوں جیسے ہوں گے وہ عورت کی صورت میں خود کو register کرے گا اور اس سے معاملہ ہم جنس پرستوں کی شادی کی طرف جائے گا جو کہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے، نمبر 1-2 یہ اسلام کے قانون وراثت کے خلاف ہے۔ اس کا transgender (7) section مرد کو مرد کے برابر وراثت کا حصہ دیتا ہے اور اس ایکٹ میں transgender کی جو definition ہے اور (3) section میں transgender کی registration کی روشنی میں کیونکہ وہ ایک transgender عورت کو عورت کا اور transgender مرد کو مرد کا حق وراثت ملے گا تو اس کے نتیجے میں جب وہ change کر لیتے ہیں تو قانون وراثت پر بھی اس کی زد پڑتی ہے۔

جناب چیئر مین: اس ایکٹ کے (3) section کی رو سے، transgender کے (3) section کی رو سے اور (10) section کی رو سے جو transgender female ہوگا وہ female کے لیے مختص areas میں جاسکتا ہے جیسے، female washrooms, polling stations. جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر مشتاق احمد: لیکن وہ biologically مرد ہوگا لہذا جناب چیئر مین! اس لیے میں اس میں یہ ترامیم لایا ہوں اور اس میں، میں نے ایک medical board تجویز کیا ہے کہ اس medical board کے ذریعے سے اگر ایک آدمی نادرا کے پاس جاتا ہے تو نادرا اس کے خیالات، زعم اور تصورات کی بنیاد پر نہیں بلکہ medical board اور اس میں جس طرح میں نے لکھا ہوا ہے کہ اس میڈیکل بورڈ کی بنیاد پر یہ تبدیلی ہوگی، اس میڈیکل بورڈ میں ایک Prof. Doctor (Convener)، ایک جنرل سرجن مرد، ایک جنرل سرجن عورت، ایک

سائیکالوجسٹ اور ایک چیف میڈیکل آفیسر، ان کی advice پر یہ ترمیم ہوگی اور میں نے اس میں یہ بھی منع کر دیا ہے کہ psychological disorder or gender dysphoria کا جو مرض ہے اس کی بنیاد پر کسی کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ پاکستان میں gender reassignment surgery کرے اس لیے کہ یہ اللہ کی تخلیق میں مداخلت ہے، اس لیے میں نے اس کو بھی منع کر دیا ہے۔ میں نے 10 نومبر کو نادر سے پوچھا تھا کہ پاکستان میں جب سے یہ قانون بنا ہے کتنے لوگوں نے اپنی جنس تبدیل کی ہے اور میرے پاس 10 نومبر کو سینٹ میں یہ جواب آیا ہے، اس میں 28723 افراد ایسے ہیں جن کی جنس پہلے کچھ اور تھی اور ان تین سالوں میں انہوں نے اپنی جنس کو تبدیل کروا دیا ہے۔ اس قانون کے تحت 16530 مرد ایسے تھے جو گزشتہ تین سالوں کے اندر documents میں عورت بن گئی ہیں، 12154 عورتیں ایسی تھیں جو documents کی حد تک مرد بن گئی ہیں۔ اس کا اثر اسلام کے خاندانی نظام کے اوپر، اسلام کے حق وراثت پر اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام میں رائج شرم و حیا کے نظام پر بھی پڑے گا اور یہ سب real transgender rights کی آڑ میں misuse ہو رہا ہے اور جو exploitation ہو رہی ہے۔ میں جب اس کی تیاری کر رہا تھا تو برطانیہ کا جو Gender Recognition Act, 2004 ہے، اس کے تحت بھی کوئی فرد جاتا ہے اور اپنی جنس کی تبدیلی کے لیے درخواست دیتا ہے تو وہ دو سال کی مہلت دیتے ہیں کہ دو سال سوچو اور دو سال کے بعد آؤ لیکن یہاں پر تو آپ NADRA کے پاس چلے جائیں اور کھڑے ہو جائیں کہ پہلے میری جنس یہ تھی اور اب اس کو تبدیل کر دیں تو NADRA پابند ہوگا کہ اس کو تبدیل کر دے۔ جناب چیئرمین! اس لیے میں اس میں یہ ترمیم لایا ہوں تاکہ اس کا misuse نہ ہو اور جو حقیقی transgender ہیں ان کی exploitation نہ ہو، ان کی آڑ میں اسلام اور ہمارے خاندانی نظام پر حملہ نہ ہو۔

Mr. Chairman: Is it opposed? Honourable Minister for Human Rights please.

Dr. Shireen M. Mazari (Minister for Human Rights): Sir, I oppose it.

جس طریقے سے یہ describe کر رہے ہیں یہ Bill اس طرح سے یہ نہیں کرتا، gender identity personal issue ہے اگر ایک transgender feel کرتا ہے کہ اس کی identity feminine ہے then it is his or her choice اور یہ کہنا کہ جی پہلے میڈیکل بورڈ examine کرے گا تو یہ ادھر abuse ہوگا، ادھر پیسے چلیں گے، ادھر victimization ہوگی۔ یہ پچھلی حکومت کا قانون تھا، یہ دنیا میں سب سے زیادہ appreciate کیا گیا ہے کیونکہ ہم transgender کو right of self determination دیتے ہیں کہ وہ اپنی identity خود choose کرے۔ ان کی amendment میں یہ پہلی بات کر رہے ہیں کہ units of transgender کو system میں بورڈ کے بغیر بیٹھے identity change نہیں کرنے دیں گے تو یہ abuse ہوگا۔ اس لیے جناب چیئرمین! میڈیکل بورڈ کی provision سراسر غلط ہے، یہ abuse کی طرف جا رہا ہے، victimization of transgender ہے، بڑی مشکل سے یہ قانون پاس ہوا ہے اور operationalize ہو گیا ہے، ہمیں آج تک اس کے abuse کی شکایت نہیں آئی بلکہ اس قانون کی وجہ سے transgender کو protection ملی ہے اور ان کی mainstreaming ہوئی ہے۔ اگر پاکستان اپنے شہری کو حق دیتا ہے کہ وہ اپنی تیسری identity choose کرے تو یہ ان کا حق ہے اور ہمارے پاسپورٹ پر اور شناختی کارڈ پر جو third choice identity کی option ہے وہ کیوں ختم کرنا چاہ رہے ہیں، یہ اس ترمیم کے ذریعے پھر سے victimization اور abuse of transgender کو encourage کرنا چاہ رہے ہیں، لہذا ہم اسے oppose کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میری suggestion ہے کہ اگر اس پر کمیٹی میں discussion کر لیں تو یہ اچھی بات ہوگی۔

ڈاکٹر شیریں ایم مزاری: ٹھیک ہے Human Rights Committee میں بھیج

by the way چیئرمین صاحب! ایک سیکنڈ۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: حیدری صاحب! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ سن لیں جی۔

ڈاکٹر شیریں ایم مزاری: اس پر پہلے ہی Federal Shariat Court میں کسی نے petition file کی ہوئی ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی اسے کمیٹی میں discuss کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر شیریں ایم مزاری: یہ ابھی subjudice ہے۔

جناب چیئرمین: تو اسے کمیٹی میں discuss کریں وہاں اس میں مولانا فیض محمد صاحب،

حیدری صاحب اور مولانا عطا الرحمن صاحب بھی آجائیں گے۔ ابھی تو یہ بل ہے اس پر کیا

discussion کریں، یہ کمیٹی کو جارہا ہے ابھی پاس نہیں ہو رہا۔ اس لیے آپ وہاں

discussion کر کے اسے دیکھ لیں۔ اب میں اس تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ پلیز

آپ تینوں اس کمیٹی میں چلے جائیں۔ جناب! ابھی Bill introduce ہوا ہے، نہ پاس ہو رہا

ہے اور نہ کچھ اور ہو رہا ہے۔ آپ سب کمیٹی میں بات کریں گے اور اس کے بعد ہاؤس میں لے آئیں

گے۔ اگر ابھی ایک کو اس پر بات کرنے کی اجازت دوں گا تو پھر سارا ہاؤس بھی کر سکتا ہے ناجی۔ یہ

rules کے خلاف ہے، جی حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جو تراجم مشتاق صاحب نے پیش کی ہیں ان کی تائید کرتے

ہوئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھیں اگر آپ اپنے آئین کا جائزہ لیں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ

شاید آئین کوئی پڑھتا ہی نہیں ہے اور اگر پڑھتا ہے تو جو اسلامی دفعات ہیں یا پاکستان کے جس تصور کے

تحت اس آئین کو تشکیل دیا گیا اگر اسے بھی سامنے رکھتے تو کم از کم ایسی باتیں نہ ہوتیں۔ قانون سازی

ماضی میں بھی غلط ہوئی ہے اور اس لیے غلط ہوئی ہے کہ قرآن و سنت کو سامنے نہیں رکھتے، آئین کو

سامنے نہیں رکھتے جب کہ آئین میں کہا گیا ہے کہ قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون نہیں بنے گا اور

اتنے عرصے میں تو انین کو قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے گا لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ اگر یہاں تجویز

کی حد تک بھی بات آجاتی ہے تو پتا نہیں کہ لوگ ایسے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ جیسے یہ کوئی ذاتی معاملہ

ہے، قرآن و سنت اور آئین کی violation نہیں ہونی چاہیے اور اگر انہوں نے مطالعہ کر کے اور ہر

طرف سے رپورٹیں مانگ کر اس کا جائزہ لیا ہے تو ان کی تراجم کو تسلیم کیا جائے، بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the

House.

جی ووٹنگ کراؤں؟ کمیٹی کو بھیجتے ہیں ادھر discussion ہو جائے گی۔ یہ ٹھیک ہے جی، کمیٹی میں جارہا ہے۔

The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Now, we take up Order No. 3. Senator Mushtaq Ahmed Sahib, please move Order No. 3.

Senator Mushtaq Ahmed: Thank you Mr. Chairman. I beg to introduce the Bill further to amend the Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 [The Transgender Persons (Protection of Rights) (Amendment) Bill, 2021].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee on Human Rights. Order No. 4, Senator Syed Ali Zafar. Please move Order No. 4.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میڈم! ہم کسی کو روک نہیں سکتے۔ جس کا Bill ہے وہ ایک مرتبہ introduce تو کر دیں نا۔ Private Member's Bill کوئی بھی ممبر پیش کر سکتا ہے۔ سینیٹر سید علی ظفر صاحب! آپ move کریں۔

**Discussion on introduction of [The Anti-Rape
(Investigation and Trial) Bill, 2021
Senator Syed Ali Zafar**

سینیٹر سید علی ظفر: پہلے میں move کرتا ہوں اس کے بعد explain کر دیتا ہوں۔

I, Senator Syed Ali Zafar move for leave to introduce a Bill to ensure expeditious redressal of rape and sexual abuse crimes in respect of women and children through special investigation teams and special Courts providing, for efficacious procedures, speedy trial, evidence and matters connected therewith or incidental

threreto [The Anti-Rape (Investigation and Trial) Bill, 2021].

جناب چیئرمین: جی، آپ یہ Bill کیوں لارہے ہیں؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایسے شور نہ کریں۔ پہلے آپ سن لیں۔ Bill کوئی بھی ممبر لا سکتا ہے۔ یہ اس کا حق ہے۔ میں روک سکتا ہوں اور نہ آپ روک سکتی ہیں۔ جی، بتائیں۔

سیئر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! Rape اور اس جیسے ہولناک، خوفناک، وحشیانہ، ناقابل معافی جرائم ہوتے ہیں۔ معاشرے میں یہ جرائم بڑھتے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں اور بچے محفوظ نہیں ہیں۔ ان کی حفاظت کے لیے یہ قانون جو میں نے پیش کیا ہے یہ لازمی، ضروری اور اہم بھی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ نے کبھی پوچھا ہے کہ پاکستان میں اس طرح کے جرائم کیوں بڑھ رہے ہیں۔ ان کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا جو existing legal system ہے۔ ہماری جو اس وقت عدالتیں ہیں۔ پاکستان میں اس وقت جو قوانین ہیں وہ مکمل طور پر ناکام ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو ملزم پکڑے نہیں جاتے اور اگر پکڑے جاتے ہیں تو ان کو trial میں سزا نہیں ملتی۔ سزا اس لیے نہیں ملتی کہ یا تو وہ گواہان یا victims کو پیسے کے ذریعے یا کسی قسم کے threats کے ذریعے ان کو گواہی سے ہٹا دیتے ہیں یا کیس واپس لینے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ Prosecution and investigation ایسی غلطیاں کرتے ہیں کہ trial میں ان ملزمان کو سزا نہیں ہو سکتی۔ جب آپ ملزمان کو سزا نہیں دیتے تو اس سے جرائم بڑھتے ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان نے ان سارے معاملات کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کیا اور حکومت کو ہدایت کی کہ آپ Anti-Rape Bill بنائیں اور اس کو ہاؤس میں پیش کریں۔ وہ Bill قومی اسمبلی سے پاس ہو کر سینیٹ میں آگیا۔ سینیٹ نے وہ Bill Law and Justice Committee کو refer کر دیا۔ I have the pleasure to say that the Law and Justice Committee perhaps consists of finest minds in this country. ہم نے سیاسی نظریات سے بالاتر ہو کر یہ کہا کہ یہ جو اتنا اہم قانون ہے جس کی اتنی ضرورت ہے۔ اس کو ہم ضرور پاس کر کے نافذ کریں گے۔ Deliberations شروع ہوئیں تو Law Ministry کے officials بھی آئے۔ جب ہم نے اس Bill کو clause by

clause دیکھا تو ہم نے فیصلہ کیا کہ جو Bill پیش ہوا ہے اس میں بہت ساری گنجائش ہے کہ ہم اس کو مزید بہتر کر لیں۔ اس کو بہتر کرنے کے لیے ہم نے بہت ساری میٹنگز کیں اور deliberations کیں۔ Clause by clause اس Bill کو دیکھا گیا اور consensus کے ساتھ ہم نے ایک قانون بنایا۔ بد قسمتی سے چونکہ سینیٹ کا سیشن نہیں ہوا اور 90 دن گزر گئے تو وہ قانون اسی طرح رہ گیا۔ پھر ہم نے فیصلہ کیا کہ اس کو ہم سینیٹ کے سامنے لے کر آتے ہیں۔ اس قانون کی ایک ایک شق کو دیکھا گیا ہے اور اس کو بہتر بنایا گیا ہے۔ اس قانون میں جو loopholes تھے وہ ہم نے cover کیے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ اس میں court and investigations کے procedures کو improve کرنے کی ضرورت تھی۔ اس میں ہم نے witness protection programmes شامل کر لیے۔ Criminal Procedure Code and Pakistan Penal Code میں ترامیم کی ضرورت تھی وہ بھی ہم نے اس میں incorporate کی تو یہ سارا کچھ دیکھتے ہوئے میری ناقص رائے میں یہ جو قانون ہے ان شاء اللہ ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بچوں کی حفاظت کرنے میں بہت حد تک کامیاب ہوگا۔ اس ہاؤس سے میری یہ request ہے کہ اس قانون کو ہم آج ہی پاس کر لیں تو ہم اس کو فوری طور پر نافذ کریں گے۔ جناب چیئر مین! اگر آپ نے اس کو کمیٹی میں بھیجنا ہے تو اس کو اگلے سیشن کے لیے اس ہاؤس میں پیش کرنے کے لیے fix کر دیں تاکہ ہم اس پر بحث کریں۔

جناب چیئر مین: پہلے اپوزیشن کی بات سن لیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: وہ اگر اس پر technical objections کرنا چاہتے ہیں تو مجھے تو کم از کم بڑا افسوس ہوگا۔ میری تو امید یہ تھی کہ اس کو دیکھ کر ہم اس Bill کو پاس کر دیں گے کیونکہ اس میں حکومت بھی consensus پر ہے۔ اس وقت جو اپوزیشن پارٹیاں موجود تھیں۔ بہت سارے سینیٹر اس وقت بھی اس ہاؤس میں موجود ہیں انہوں نے اپنی valuable inputs دیں اور اس کو finalize کیا۔ جناب چیئر مین! میرا یہ point ہے۔ اس لیے یہ قانون ہم سینیٹ میں لانا چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی، منسٹر صاحب۔

(مداخلت)

جناب علی محمد خان: میں پہلے منسٹری کی طرف سے response دے دوں اس کے بعد اگر آپ ضرورت محسوس کریں۔

جناب چیئر مین: پہلے منسٹر صاحب کو سن لیں شاید وہ خود ہی oppose کر رہے ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئر مین: چلیں ان کی سن لیتے ہیں پھر آپ سے views لیتے ہیں۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمن: جناب چیئر مین! دیکھیں as for law کوئی دورائے نہیں ہو سکتی کہ rape کے خلاف ہم کھڑے ہو کر کوئی تقویت دے رہے ہیں۔ قانون میں بہت ساری ایسی شقیں اور سقم ہیں جس میں بہتری آنی ہے۔ اس میں اب بھی بہت سارے سقم موجود ہیں۔ جناب چیئر مین! یہ کمیٹی میں تب جائے گا جب یہ introduce ہوگا۔ یہ خود کہہ رہے ہیں کہ یہ law introduce ہو چکا ہے۔ اس کے 90 days گزر چکے ہیں۔ یہ Bill اب صرف joint session میں ہی جائے گا۔ وہاں ہم اس Bill کو support کرتے۔ یہ اس طرح پیش نہیں ہو سکتا۔ آپ کی پوری legislative process ختم ہو جائے گی۔

سینیٹر سید علی ظفر: ایسی بات بالکل نہیں ہے۔ قانون ایسا بالکل نہیں کہتا۔

جناب چیئر مین: علی صاحب! آپ بعد میں جواب دے دیں۔ پہلے سارے ممبران کو سن

لیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئر مین! میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ

یہ وہی law ہے۔ یہ وہ law نہیں ہے۔ اس میں amendments کر کے لایا ہوں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔ جی، رضار بانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani

سینیٹر میاں رضار بانی: جناب چیئر مین! میں، تارڑ صاحب اور کامران مرتضیٰ اس کمیٹی کے

ممبر تھے جس کو Chair Zafar Sahib کرتے ہیں۔ وہ Law and Justice کی کمیٹی تھی۔

اس کمیٹی کی meeting میں Law Minister بھی موجود تھے۔ اس کمیٹی کی چار یا پانچ

meetings ہوئی تھیں جس میں تمام ترامیم کی گئیں اور خود ظفر صاحب نے وہ Bill پیش کیا تھا۔

انہوں نے خود بھی ترامیم دی تھیں اور ہم نے جو ترامیم پیش کی تھیں وہ حکومت نے مان لی تھیں۔ وہ

Bill وہاں سے پاس ہو اور یہاں پر آیا۔ Again I would like to reiterate that
and I ہیں لیکن اگر ظفر صاحب کہہ رہے ہیں we are not opposing this Bill
have no reason to disbelieve him because he is a very
honourable Senator اگر وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے اندر انہوں نے کچھ ترمیم کی ہے تو
judgement جب کہ then sir, he also knows and I also know
signed تھی کہ

Ordinances can't be re-promulgated for the sake of
circumventing those judgements

اس Ordinance کے اندر معمولی change ادھر ادھر کر کے including ours
کو حکومتیں re-promulgate کرتی رہی ہیں۔ اب جو ہو رہا ہے ان کا یہ بڑا اچھا اور نیک
purpose ہے لیکن یہ آئندہ چل کر ایک برے purpose کے لئے استعمال ہو سکتا ہے، میں
نہیں کہہ رہا کہ یہ حکومت کوئی اور حکومت استعمال کر سکتی ہے، نمبر ایک۔ دوسری بات یہ ہے کہ
Scheme of the Constitution کو یہ circumvent کر رہی ہے۔ اگر آپ مجھے
اجازت دیں تو میں آپ کو Article 70 کی طرف لے کر چلتا ہوں اور Article-70 میں
Clause-3 کی طرف لے کر چلتا ہوں۔

I will not burden you with one and two, three says
that "if a Bill transmitted to a House under Clause-1 is
rejected or not passed within 90 days of its laying in the
House or a Bill sent to a House under Clause (2) with
amendments is not passed by that House with such
amendments, the Bill, at the request of the House in
which it originated, shall be considered in a joint sitting
and if passed by the votes of the majority of the
members present and voting in the joint sitting it shall be
presented to the President for assent."

Now, Mr. Chairman, it is very clear that the
conception of the law-makers at that time was

کہ اگر ایک ایوان میں بل نوے دن کے اندر پاس نہیں ہوتا تو وہ پھر joint sitting میں جائے گا۔
 جناب چیئرمین! آج اگر آپ نے اس constitutional scheme کو bypass کر دیا تو جو آج صورت حال چل رہی ہے جس میں حکومت کے joint sitting کے لئے
 نمبر electoral reforms Bill کے لئے پورے نہیں ہو سکتے تو پھر اسی کو نظیر بناتے ہوئے کوئی
 Private Members' Bill on electoral reforms لایا جائے گا اور کہا جائے
 گا کہ چونکہ یہ دوسرے بل سے مختلف تھا لہذا اس کو یہاں سے پاس کر کے پھر واپس وہاں لے جایا
 جائے۔ So, Mr. Chairman, we are treading on very dangerous grounds. اور یہ آئندہ کے لئے
 constitutional scheme totally upset کر رہا ہے۔ لہذا میری آپ سے درخواست ہے کہ اس چیز کو دیکھتے ہوئے اس کو
 نہ کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اس کو defer کرتے ہیں۔ جی علی ظفر صاحب۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: سینیٹر ربانی صاحب کے legal acumen کی اور ان کی
 constitutional provisions and interpretation پر مہارت ہے، ان کی
 مجھے بڑی عزت ہے لیکن بڑے ادب کے ساتھ، جو ابھی انہوں نے آئین کی تشریح پیش کی ہے اس
 سے میں معذرت کے ساتھ disagree کرتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے جناب چیئرمین! آپ دیکھیں
 گے کہ آئین میں یہ کہیں نہیں لکھا، آئین نے ایک طریقہ کار دیا ہے کہ اگر ایک بل سینیٹ کی کمیٹی کے
 پاس آئے اور سینیٹ کی کمیٹی ابھی اپنی رپورٹ submit نہ کر سکے اور اس سے پہلے نوے دن کا
 period گزر جائے تو سینیٹ کے بل کے بارے میں آئین اجازت دیتا ہے کہ آپ اس کو joint
 session میں لے کر آ سکتے ہیں لیکن آئین میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ آپ اس کو واپس سینیٹ میں
 پیش نہیں کر سکتے تاکہ سینیٹ اس کو consider کر کے دوبارہ آئینی process شروع کر دے
 کیونکہ یہ بل اگر سینیٹ پاس کرتی ہے تو پھر اس نے قومی اسمبلی میں واپس جانا ہے اور قومی اسمبلی اس
 کو consider کرے گی۔ اس کے علاوہ اس بل کے اندر سینیٹ کو مزید ترمیم کرنا چاہیے جس طرح
 کہا گیا ہے کہ یہ ایک سوشل بل ہے اس میں اگر improvement کی جائے تو اس میں کسی

کو کسی قسم کا objection نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ایک procedure ہے ، اس کو equate کرنا کہ یہ ایک Ordinance ہے ، یہ کہنا کہ یہاں پر یہ Ordinance misuse ہوگا، یہ خدشات یا کسی کے دماغ میں اس طرح کی intentions ہوں تو اس کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔

یہ بل جس کی ہم بات کر رہے ہیں، میری نظر میں آئین میں کسی قسم کی گنجائش نہیں ہے کہ اس کو روکا جائے۔ اس کو کمیٹی کے پاس جانا ہی جانا ہے اور اس کے بعد سینیٹ کے پاس واپس آنا ہی آنا ہے۔ آئین میں مجھے دکھادیں، 71, 72 and 73 تینوں Articles پڑھ لیتے ہیں، کہاں لکھا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ Rules میں نے پڑھے ہیں، کل رات کو بھی پڑھے، یہ لانے سے پہلے بھی میں نے سارے rules پڑھے rules میں کس جگہ لکھا ہے کہ اس قسم کا بل نہیں لایا جاسکتا۔ یہ ایک سوشل بل ہے اور اس میں مجھے امید تھی کہ سینیٹ میں سارے my fellow Senators اس کو support کر کے جلد از جلد لانے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بہت شکریہ، میں پہلے تو حرف بہ حرف جناب رضاربانی صاحب کی تائید کروں گا کہ ہم نے کمیٹی میں اس بل کو بڑے خلوص نیت کے ساتھ دیکھا اور میں on record Chairman, Standing Committee سینیٹر علی ظفر صاحب کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے آج تک جتنی Committee meetings کی ہیں، انہوں نے ان میں بھرپور کوشش کی ہے کہ ووٹ تک نوبت نہ جائے اور خاص طور پر اس بل میں جو ایک noble cause ہے اس سے کوئی روگردانی نہیں کرتا۔ ہم نے اس کو clause by clause consensus کے ساتھ پاس کیا ہوا ہے۔

اس حوالے سے میری دو تجاویز ہوں گی تاکہ یہ سیاست کی بھینٹ نہ چڑھے۔ یہ اگر joint sitting میں بھی جاتا ہے تو چونکہ یہاں جتنی بھی اپوزیشن کی جماعتیں بیٹھی ہیں ان کی نمائندگی تھی اور انہوں نے یہاں اس بل کو clause by clause consensus سے clear کیا ہوا ہے۔ ہم اسے support کریں گے۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ سینیٹر علی ظفر صاحب کا اس بات پر دل دکھا ہے، سینیٹر رضاربانی اور شیریں رحمن صاحبہ نے صحیح کہا کہ آج ایک noble cause کے لئے یہ procedure adopt ہو رہا ہے کل کسی evil چیز کے لئے بھی ہو جائے گا اور یہ برا precedence بنے گا۔ ایک موقع دے دیا جائے، اسے آج defer کر دیں اور ہم بیٹھ کر اس کا حل نکال لیتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم اس قانون کی عمل داری جلد از جلد چاہتے ہیں تو اسے اگلے دو تین دن میں کسی sitting میں لے آئیں۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ محترم وزیر برائے ریلویز۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati, Minister for Railways

Senator Muhammad Azam Khan Swati (Minister for Railways): I would draw the attention of the honourable members to Rule 94, "a private member may move for leave to introduce a Bill after giving to the Secretary ten working days written notice of his intention to do so. Whether that requirement of Rule 94 has been accomplished or not

صرف یہ اس پر پابندی ہے کہ جب وہاں سے یہ آگیا تو اس کے بعد آپ کے آئین میں قطعاً کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس سے آپ انحراف کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے اس ایوان کے بنائے ہوئے rules کو، اس ایوان کے بنائے ہوئے تقدس کو اور خاص طور پر Private Members' Bills تو زیادہ اپوزیشن کی طرف سے آتے ہیں۔ اگر آج ہم نے یہ قدغن لگادی اور یہ کہہ دیا کہ یہ Private Members' Bill and Government Bill کی بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ Private Members' Bill اس قابل قدر ایوان کا ہر ممبر لاسکتا ہے۔ اب اس کے آگے دیکھ لیں three copies of the Bill یہ بھی provide کر دیا اور اب Chairman is going to decide the question وہ بھی بالکل واضح ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ کمیٹی میں جا رہا ہے۔ اگر آج یہ فیصلہ نہیں کرتے، جس طریقے سے پہلے آپ کی روایات ہیں، آپ نے ہمیشہ اس بات کی ترجمانی کی ہے، میں اپوزیشن سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کمیٹی کو بھیج دیں اور بجائے یہاں بحث کرنے کے وہاں بحث ہو جائے گی اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا تو میری یہ

گزارش ہے کہ جیسے ظفر صاحب نے کہا ہے آپ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں اور we will discuss it there.

جناب چیئرمین: ہاں جی کمیٹی میں بھجوادوں جی؟ Defer کر لیتے ہیں، اگلے سیشن میں لے آتے ہیں تب تک میں بھی سارے rules دیکھ لوں۔ دیکھیں اس پر ایک ruling دینی بنتی ہے، اتنی بھی قدغن نہیں ہے جتنی رضا صاحب نے بتادی ہے۔ اس کو بعد میں decide کریں گے، deferred جی۔

Order No.6, Senator Muhammad Talha Mehmood, please move Order No.6. He is not present, it is deferred.
Order No.8, Senator Rana Maqbool Ahmad, please move Order No.8.

Senator Rana Maqbool Ahmad: Thank you Sir. I have a submission to make. On this Bill certain stakeholders and specially the Bar Members contacted to me once they came to know about it. So, kindly let me have consultation with them. I will resubmit the Bill.

Mr. Chairman: Order No.10, Senator Mohsin Aziz may please move it.

Introduction of [The State Bank of Pakistan (Amendment) Bill, 2021]

Senator Mohsin Aziz: I, Senator Mohsin Aziz move for leave to introduce a Bill further to amend the State Bank of Pakistan Act, 1956 [The State Bank of Pakistan (Amendment) Bill, 2021].

جناب چیئرمین: جی کیوں بل لارہے ہیں؟

سینیٹر محسن عزیز: جناب! یہ ایوان میں تین چار مرتبہ discuss ہوا ہے، ایک مرتبہ یہاں سوال ڈالا گیا تھا، اس کا جواب آیا تھا، اس کے بعد ایک motion move کیا گیا تھا جو قائمہ کمیٹی برائے خزانہ کے پاس گیا۔ اس پر کافی deliberations ہوئیں اور وہاں یہ بات سامنے آئی کہ جو قرضے صوبوں کو extend ہوتے ہیں تو چھوٹے صوبے بلوچستان اور خیبر پختونخوا

کے حوالے سے اس کو دیکھا گیا تو بتدریج آج سے بیس سال پہلے خیبر پختونخوا کو financing 10% ہوتی تھی، وہ reduce ہوتے ہوتے آج 98% پر آگئی ہے۔ اسی طریقے سے بینک کی طرف سے بلوچستان کی 34% total financing پر آگئی ہے۔ ان دونوں صوبوں کو 1.5% financing سے بھی کم ہے۔ اس سلسلے میں اس ایوان میں 31 مئی کو ایک قرارداد لایا تھا جو کہ متفقہ طور پر pass ہوئی تھی۔ یہ بل اسی کے متعلق ہے، ہم چاہ رہے ہیں کہ rules, amend regulations and law کو کیا جائے تاکہ صوبوں کے ساتھ جو discrimination ہو رہی ہے، وہ ختم ہو جائے۔

Mr. Chairman: Is it opposed? Minister of State for Parliamentary Affairs.

جناب علی محمد خان (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): جناب! اس پر ہمارے خیالات تو اتنے اچھے نہیں ہیں لیکن کمیٹی میں discuss کر لیتے ہیں۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Order No. 11, Senator Mohsin Aziz, please move Order No. 11.

Senator Mohsin Aziz: I, Senator Mohsin Aziz introduce the Bill further to amend the State Bank of Pakistan Act, 1956 [The State Bank of Pakistan (Amendment) Bill, 2021].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 12, Senator Mushtaq Sahib, please move Order No. 12.

Introduction of [The Constitution (Amendment) Bill, 2021] (Amendment of Article 37)

Senator Mushtaq Ahmed: Thank you Mr. Chairman. I wish for leave to introduce a Bill further to

amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2021] (Amendment of Article 37).

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! یہ بل میں نے تقریباً دو سال پہلے بھی introduce کیا تھا لیکن نہیں آسکا تھا، اب میں نے دوبارہ سیکرٹریٹ میں submit کیا اور اب Orders of the Day پر آگیا ہے۔ بنیادی طور پر Article 37 (h) میں اقلیتوں کے نام پر شراب کی ایک استثنائی گئی ہے، اس استثناء کو ختم کرنے کے لیے ہے۔

جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں ہے، اس پر پوری دنیا متفق ہے کہ شراب ایک بدترین دشمن انسانیت ہے۔ قرآن کریم میں اور پیغمبر اللہ ﷺ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اور اس سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم کے تین مقامات ایسے ہیں جہاں شراب کی حرمت کی بات آئی ہے۔ سورۃ البقرہ (آیت نمبر ۲۲۰)، سورۃ النساء (آیت نمبر ۴۳)، سورۃ المائدہ (آیت نمبر ۹۰ اور ۹۱)۔

جناب چیئرمین! قرآن مجید نے سورۃ المائدہ میں دس دلائل دیے ہیں کہ شراب کیوں حرام ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۹۰ اور ۹۱ میں جس جامع انداز میں شراب کی حرمت کا بیان ہے، قرآن پاک میں کسی حرام اور ممنوعہ چیز کی حرمت اسی جامعیت کے ساتھ نہیں کیا گیا ہے۔ اسی طرح بہت سی احادیث مبارکہ ہیں جن میں کھل کر شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کی ممانعت کی بات کی گئی ہے اور سخت وعیدیں اور ڈراوے دیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! تمام اقلیتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان کے مذاہب میں شراب کی اجازت نہیں ہے اور Article 37 (h) کی موجودہ دستوری استثناء ان اقلیتوں کا مطالبہ ہے اور نہ ان کی ضرورت ہے۔ اس لیے اقلیتوں کے نام پر permit لیے جاتے ہیں اور پھر بڑے پیمانے پر اس کا کاروبار کیا جاتا ہے جس سے معاشرہ تباہی کے دہانے پر ہے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے میں نے Article 37 (h) میں یہ دستوری ترمیم move کی ہے۔ یہ اس کی اغراض و مقاصد ہیں۔

Mr. Chairman: Is it opposed? Honourable MoS for Parliamentary Affairs.

جناب علی محمد خان: محترم چیئرمین صاحب! جو میڈم شیریں رحمن کا فیصلہ ہے، وہ پورے ایوان کا فیصلہ ہوگا۔

جناب چیئرمین: چلیں! کسی بات پر آپ دونوں متفق ہو گئے ہیں۔
جناب علی محمد خان: اگر میڈم صاحبہ نے بات نہیں کی تو معاملہ عبدالغفور حیدری صاحب کے سپرد کر دیتے ہیں ان کو پتا ہے کہ انہوں نے کیا فیصلہ کرنا ہے۔

Mr. Chairman: Is it opposed?

جناب علی محمد خان: مشتاق صاحب نے جو brief دیا ہے، میرا خیال ہے کہ اللہ کے حکم کے بعد تو حد قائم ہو گئی، مسلمان کے لیے تو شراب کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اس میں ایک اور issue بھی ہے جس کی طرف انہوں نے بڑی مناسب نشان دہی کی ہے کہ جتنے main مذاہب آسمانی کتابیں ہیں، خاص کر مسیحی برادری کے حوالے سے بات کروں گا، وہ اہل کتاب ہیں۔ عمومی طور پر میں نے بھی دیکھا ہے کہ ہمارے minorities اکثر اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ ہمارا بہانہ کر کے لوگ اس کو misuse کرتے ہیں۔ بہر حال اس پر ان کی شکایات موجود ہیں۔ کسی بھی صورت ایک اسلامی ملک پاکستان جو مدینہ کی ریاست کی بات وزیر اعظم صاحب بھی کرتے ہیں، پاکستان کا آئین بھی اس بات پر ہمیں پابند کرتا ہے کہ اس میں کوئی بھی کام اسلام کے خلاف نہیں ہوگا تو ایک بڑے پیمانے پر اس کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام پاکستانی اس کو support کریں گے، یہ کمیٹی میں مزید discuss ہو جائے گا، not opposed at this stage.

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کمیٹی میں discuss کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ جناب کمیٹی میں ہوں گے۔ آپ ہر اس کمیٹی میں ہیں جہاں controversial Bills ہوں۔

Order No. 13, Senator Mushtaq Sahib, please move Order No. 13.

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! یہ controversial نہیں ہے، unanimous

جناب چیئرمین: چلیں، unanimous کر لیں۔ Controversial تو ہے، اب

میں کیا بتاؤں۔ جی۔

Senator Mushtaq Ahmed: Thank you Mr. Chairman. I wish to introduce the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2021] (Amendment of Article 37).

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 14, Senator Rana Maqbool Ahmad, please move Order No. 14.

Senator Rana Maqbool Ahmad: Thank you Sir. You very graciously last time instructed that I should have a meeting with the honourable Minister for Human Rights. Somehow this meeting could not be held. Kindly give us some more time over a week or so. Once she is free from her necessary engagements,

اور پھر ہم اس کو کرنے کے بعد بل کو ایوان میں resubmit کریں گے۔

Mr. Chairman: OK. Order No. 16, Senator Mushtaq Sahib.

Introduction of [The Islamabad Capital Territory Waqf Properties (Amendment) Bill, 2021]

Senator Mushtaq Ahmed: I wish for leave to move to introduce a Bill further to amend the Islamabad Capital Territory Waqf Properties Act, 2020 [The

Islamabad Capital Territory Waqf Properties (Amendment) Bill, 2021].

جناب چیئرمین: کیوں بل لارہے ہیں؟ ذرا جلدی اور چیدہ چیدہ بتائیں۔ وقت کم ہے۔

سینیٹر مشتاق احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! میں bullet points میں بتا دیتا ہوں۔ یہ بل جو موجود ہے جس میں ترامیم لایا ہوں، یہ بل مساجد، مدارس، خانقاہ، تکیہ، درگاہ، ان کو حکومتی کنٹرول میں لینے کی ایک کوشش ہے۔ یہ مساجد اور مدارس کی آزادیوں کو ختم کرنا، تقریر، پروگرام کو حکومتی کنٹرول میں لینے کی بات کرتا ہے۔ وقف املاک کو جب چاہے فروخت کرنے کی بات کرتا ہے۔ وقف املاک نے حسب ضرورت اپنی مرضی کا تصرف کرنا، وقف کرنے والے کی مرضی کے خلاف یعنی مدرسے کی جگہ کوئی dispensary بنانا، اس کی یہ اختیار دیتا ہے۔ مساجد، مدارس، خانقاہ، تکیہ، درگاہوں کے لیے چندے، عطیات کے سلسلے کو رکاوٹوں کے ذریعے روکنا۔ Administrator Aukaf کے احکامات کو ہائی کورٹ تک کے استثناء دینا جو کہ دستور کے Article 199 کی خلاف ورزی ہے۔ وقف املاک ۱۴ سو سال سے اسلام کی خوب صورت روایت ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے، اسلام کے اندر وقف کی اس روایت کو شروع کر دیا تھا۔ W.W. Hunter اور انڈین مسلمان نے یہ لکھا کہ پلاسی کی جنگ کے بعد جب بنگال کی دیوانی ہمارے پاس 1757 میں آئی تو سب سے زیادہ مالدار وقف تھا اور سب سے زیادہ جاہلاد وقف کے اداروں کی تھی۔ اس کی وجہ سے بنگال میں 80% literacy rate تھا۔ جناب چیئرمین! اس لیے میں نے یہ بل پیش کیا ہے کہ اس کے ذریعے وقف کو ختم کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ، یہ جو stakeholders ہیں ان سے کوئی رائے نہیں لی گئی، ان کے شدید تحفظات ہیں۔ جناب والا! کم از کم اپنے وفاقی وزیر، نورالحق قادری صاحب ہیں ان کے بھی اس پر شدید تحفظات ہیں۔ Council of Islamic Ideology کے بھی اس کے اوپر شدید تحفظات ہیں۔ یہ دستور سے متصادم ہے، قرآن و سنت کی روح سے متصادم ہے، وقف کی حسین چودہ سو سالہ روایت اس کو ختم کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ اس لیے میں اس میں یہ ترامیم لایا ہوں، جس کے ذریعے سے ہم اس کی جو خرابیاں ہیں اس کو ختم کر سکیں۔ وقف کی پراپرٹی کو organize کر سکیں، رجسٹرڈ کر سکیں، حکومت کی آنکھوں کے سامنے لاسکیں۔

Mr. Chairman: Is it opposed? Yes Minister sahib.

جناب علی محمد خان: جناب والا! انہوں نے جو قرآن کے حوالے دیے ہیں، ویسے بھی آئین پاکستان میں متعدد provisions ہیں جو ہمیں پابند کرتے ہیں کہ ہم legislation قرآن و سنت کے خلاف نہیں کر سکتے اور نہ یہ حکومت کرے گی۔ اگر کسی legislation پر آپ کو اعتراض ہے کہ اس میں مسئلہ ہے، اس میں کوئی amendment کرنا چاہتے ہیں تو اسے ہم کمیٹی میں discuss کر لیتے ہیں۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Order No.17, Senator Mushtaq Ahmed, please move Order No.17.

Senator Mushtaq Ahmed: I move for leave to introduce a Bill further to amend the Islamabad Capital Territory Waqf Properties Act, 2020 [The Islamabad Capital Territory Waqf Properties (Amendment) Bill, 2021].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 18, Senators Mohammad Abdul Qadir and Prince Ahmed Umer Ahmedzai, Not, present. Deferred. Order No. 20, Senators Saleem Mandviwalla, Taj Haider, Shahadat Awan and Azam Nazeer Tarar, who is going to move it?

Senator Saleem Mandviwalla: I will lay the Bill.

Mr. Chairman: yes.

Introduction of [The Protection of Journalists Bill, 2021]

Senator Saleem Mandviwalla: I, move for leave to introduce a Bill to ensure the protection of the journalists who are at risk as a result of their professional pursuit of journalism, [The Protection of Journalists Bill, 2021].

جناب چیئرمین: جی کیوں بل لارہے ہیں؟

سینیٹر سلیم ماٹھوی والا: جناب والا! میں یہ بل اس لیے لارہا ہوں آپ بھی اس سے agree کریں گے۔ Media is the part of Parliament proceeding. جب میڈیا یہاں سے چلا جاتا ہے تو ہم بھی proceeding روک دیتے ہیں اور میڈیا کو واپس بلاتے ہیں تاکہ وہ ہمیں cover کریں۔ ہم سب جانتے ہیں، جتنے ہمارے سینیٹرز ہیں، ساتھی ہیں کہ میڈیا کی Parliament proceeding میں کیا اہمیت ہے۔ میڈیا کی کیا importance ہے in the Article 19 of the Constitution which guarantee freedom of speech expression to all citizen of Pakistan. Protection of journalists ہم نے ایک کے بعد ایک journalist کو torture ہوتے دیکھا ہے، قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہر قسم کا ظلم جرنلسٹ پر کیا جاتا ہے۔ ہم ان کی protection کے لیے، well being کے لیے، ان کے benefit کے لیے کوئی legislation نہیں کرتے۔ میں یہ سوچ رہا تھا I should bring a Bill and my other colleagues who joined me in bringing this Bill by debating protection کی واقعی ان کی legislation لائیں جس سے واقعی ان کی protection ہو صرف by talking and نہ ہو۔

Mr. Chairman: Let me ask the Minister if it is opposed? Yes, Minister of State for Parliamentary Affairs.

جناب علی محمد خان: جناب والا! اگر میں کوئی بات کروں تو ماٹھوی والا صاحب ناراض تو نہیں ہو جائیں گے؟

جناب چیئرمین: یہ ناراض نہیں ہوتے ان کی یہ خوبی ہے۔

جناب علی محمد خان: ٹھیک ہے میں بات کر دیتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں:

دورنگی چھوڑ، یک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

یہ بل ہم لے کر آئے، حکومتی بچوں سے آیا اور بد قسمتی سے جرنلسٹس کے تحفظ کی باتیں تو سب کرتے ہیں۔ بہت سی جماعتوں سے ہمیں توقع تھی خاص طور پر مسلم لیگ (ن) سے تو نہیں تھی

لیکن پیپلز پارٹی سے ضرور تھی جو اپنے آپ کو آئین بنانے والی جماعت کہتی ہے لیکن مجھے بہت دکھ ہوا
جب----

(مداخلت)

جناب علی محمد خان: میں 1973 کے آئین کے تناظر میں بات کر رہا ہوں۔
جناب چیئرمین: انہوں نے کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں کی۔
جناب علی محمد خان: جس جماعت کے لیڈر آئین پاکستان کو نہیں مانتے وہ واپس آئیں، میاں
صاحب واپس آئیں۔ آپ آئین کو مانتے ہیں، اپنے لیڈر کو قائل کریں واپس آئیں۔
جناب چیئرمین: آپ اس بل پر آئیں۔
جناب علی محمد خان: آپ آئین کو مانتے ہیں، اپنے لیڈر کو کہیں پاکستان واپس آجائیں۔
آپ کس طرح آئین کو مانتے ہیں۔
جناب چیئرمین: آپ اس بل پر آجائیں۔
جناب علی محمد خان: یہ نہیں ہو سکتا، بیٹھا بیٹھا، ہپ ہپ، کڑوا کڑوا، تھو تھو۔ میاں صاحب
ملک سے باہر ہوں۔ ہمارے لیے محترم ہیں، تین بار کے وزیر اعظم ہیں۔ محترم ہیں، قابل احترام ہیں
لیکن مفروضہ ہیں، آپ بلائیں انہیں۔ آپ آئین کو مانتے ہیں ان کو قائل کریں کہ پاکستان واپس
آئیں۔ جناب چیئرمین! ایسی بات نہیں کرتے جن سے ان کا موڈ خراب ہو، سچی بات کرتے ہیں تو ان
کو تکلیف پہنچتی ہے لیکن ہم کیا کریں۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق

میں زہر بلائیں کو کبھی کہہ نہ سکا قند

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق

اگر آپ آئین کو مانتے ہیں، میں مسلم لیگ (ن) کے دوستوں کو بر ملا کہنا چاہتا ہوں کہ
پھر آپ کو آئین کو پورا پورا ماننا ہوگا۔ آپ کے لیڈر کو اس ملک کی عدالتیں واپس بلا رہی ہیں۔ آج
آپ نے سپریم کورٹ کے ججوں کی بات کی ہے۔
جناب چیئرمین: بل پر آجائیں۔

جناب علی محمد خان: انہوں نے ججوں کے تقدس کی بات کی ہے۔ کچھ جج میاں نواز شریف صاحب کو ملک میں واپس بلا رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب علی محمد خان: میں Journalists Protection Bill کی طرف آتا ہوں، یہاں پر لوگوں کو بڑا جرنلسٹ کے حقوق کا خیال ہے لیکن یہ کیا بات ہے کہ جب عملی بات ہوتی ہے، عملی کام ہوتا ہے تو آپ واک آؤٹ کر جاتے ہیں، کہیں باہر چلے جاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے آپ کو سینیٹر فیصل جاوید صاحب بلا تے رہے، ان ہی کی سٹینڈنگ کمیٹی تھی، بلا تے رہے، چیختے رہے، درخواست کرتے رہے، آپ نہیں آئے، اس ایوان سے حکومتی بل پاس ہوا۔ اب میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ اس وقت جب حکومت Lower House سے بل لے کر آئی، آپ نے اس کو oppose کیا اب آپ اپنا بل لے کر آ رہے ہیں۔ اگر آپ کو واقعی جرنلسٹ کی فکر تھی تو آپ کو اس بل کو سپورٹ کرنا چاہیے تھا، آپ اس میں ترامیم لے آتے، آپ نے اس کو oppose کر دیا، ہم تو اس کو یہاں سے پاس کر چکے ہیں۔ ان کے اس بل کو support نہیں کر سکتے کیونکہ ہم already journalists کے حقوق کے تحفظ کا بل پاس کر چکے ہیں۔ جب ہم پاس کر رہے تھے on record ہے، تاریخ نکال کر دیکھ لیں، مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی اس ایوان سے بائیکاٹ کر کے ہاؤس سے باہر چلی گئی تھیں۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

سینیٹر شیری رحمن: ووٹ کروائیں۔

جناب چیئرمین: ووٹ کرواؤں؟ آج بہت عرصے کے بعد آپ کے colleague کچھ بولنا چاہ رہے ہیں۔ شبلی صاحب بولنا چاہ رہے ہیں۔ جی شبلی صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب والا! میری اپوزیشن سے درخواست ہے کہ اس بل کی کوئی مخالفت نہیں کرتا۔ ایک چیز ہے جو ہم already کر چکے ہیں، اس کو دوبارہ کرنا میرے خیال میں اس ہاؤس کی بھی تو بہن ہے اور ہمارے ممبران کی بھی تو بہن ہے۔ یہ ہم کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کو ایک ہفتے کے لیے defer کر لیتے ہیں پھر دیکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر سلیم ماندوی والا: ووٹ کروائیں۔

جناب چیئرمین: چلیں اگر آپ نے ووٹ کروانا ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جی قائد
حزب اختلاف کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: ووٹ کروائیں۔

جناب چیئرمین: جی فیصل صاحب۔

سینیٹر فیصل جاوید: جناب والا! گزارش ہے کہ یہیں پر اسی ایوان میں بلکہ مشاہد حسین سید
صاحب بھی آگئے ہیں یہ بھی گواہ ہیں، یہ بھی سب گواہ ہیں کہ اس بل کو سینیٹر شیری رحمن صاحبہ نے
اور سینیٹر پرویز رشید صاحب نے اس وقت oppose کیا تھا لیکن اس کے بعد حکومت دوبارہ یہ بل
لے کر آئی ہے۔ اگر سلیم ماٹھوی والا صاحب، تاج حیدر صاحب، شہادت اعوان صاحب اور اعظم ندیر
تارڑ صاحب اس بل میں کوئی ترامیم لانا چاہتے ہیں تو پھر وہ ٹھیک ہے لیکن ایک مکمل parallel بل
لانا چاہتے ہیں وہ معقول بات تو نہیں۔ اس پر غور کر لیں، اگر ترامیم لانا چاہتے ہیں تو اس پر ہاؤس کر
لے گا۔

جناب چیئرمین: جی لیڈر آف دی ہاؤس۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس میں بارہا اس طرح
ہوا ایسے issues آئے، issues کے حوالے سے ہاؤس میں consensus رہا۔ ہاں!
technicalities پر difference of opinion رہا ہے۔ جہاں تک journalists
کی protection کا معاملہ ہے اس پر کوئی دورائے نہیں ہے، حکومت اس معاملے میں بہت
sensitive ہے، میں پھر repeat کروں گا، فیصل جاوید صاحب، ہمارے جو media
workers ہیں، ان کے لیے بل لے کر آئے تھے اور ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ میڈیا میں
camera تو insured ہوتا ہے، مگر camera کے پیچھے جو شخص ہے وہ insured نہیں
ہوتا، اس کی کوئی protection نہیں ہے، اسی طرح نیشنل اسمبلی میں۔۔۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: ابھی ان کے رویے سے پھر ایک بات ثابت ہوئی جو آج اسی ایوان
میں، ایوان کی شروعات میں ثابت ہوئی تھی، یہ کسی issue پر sincere نہیں ہیں، ان کے ہر
issue کی تان سیاسی point scoring سے شروع ہوتی ہے اور سیاسی point scoring

پر ختم ہوتی ہے۔ یہی ان کی روایت ہے جو انہوں نے دو گھنٹے پہلے دکھائی اور ابھی پھر دکھا رہے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں، journalist protection کا بل حکومت نیشنل اسمبلی میں بھی لے کر آئی، Private Member's Bill یہاں سے آیا، وہاں سے یہ بھاگ گئے اور ابھی یہ دوبارہ point scoring کے لیے بات کر رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ اسے بالکل defer کریں تاکہ ہم آپس میں اس پر بات کر کے consensus کے ساتھ، کیوں کہ issue پر تو کوئی اختلاف نہیں ہے، اس کو آپ defer کریں تاکہ یہاں سے ایک اچھا پیغام جائے۔

جناب چیئرمین: Leader of the Opposition اس پر suggestion دیں اگر ہم اس کو defer کریں، ہم اس پر بات کر کے پھر لے کر آتے ہیں، جی جناب قائد حزب اختلاف صاحب۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: اس issue پر we have put before the House, they have opposed it آپ کے پاس option یہ ہے کہ آپ voting کروائیں۔

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: ہم بالکل نہیں کہہ رہے کہ ہم journalists protection کو oppose کر رہے ہیں، ہمارا point کیا ہے؟ ہمارا point یہ ہے کہ یہ بل جو نیشنل اسمبلی میں آچکا ہے، انہوں نے جس کو oppose کیا ہے، یہاں پر آیا انہوں نے اس کو oppose کیا اور اب یہ یہاں point scoring کے لیے بات کر رہے ہیں، آپ اس کو defer کریں تاکہ ہم اس پر بیٹھ کر بات کریں، اگر یہ sincere نہیں، اگر انہوں نے point scoring کرنی ہے۔ میں نے پہلے بھی بات کی تھی Judicial reforms ہوں، electoral reforms ہوں، anti-rape Bills کی بات ہو، یہاں پر صرف اور صرف journalists point scoring کے علاوہ ہمیں کچھ نظر نہیں آتا، یہ بہت افسوس ناک بات ہے اور senior members سے تو ہم اس بات کی توقع نہیں رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: Senior member: جناب سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب، آپ کیا

کہتے ہیں؟

Senator Saleem Mandviwalla: Voting to be done, please it is my demand.

جناب چیئرمین: جی سینیٹر محسن عزیز صاحب! اپنے دوست کو منالو، میرا کوئی مسئلہ نہیں

ہے۔

سینیٹر محسن عزیز: میں بات کرنا چاہ رہا ہوں، پچھلے دو sessions سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ جب Leader of the House یہاں پر بات کر رہے ہوتے ہیں تو وہاں سے بہت زیادہ شور شرابا آتا ہے، بہت زیادہ interruption ہوتی ہے، ہم Leader of the Opposition کی عزت کرتے ہیں، ہم ان کا احترام سر آنکھوں پر رکھتے ہیں، ہماری طرف سے یہاں پر اس طریقے کی حرکت نہیں ہو رہی، میں دوستوں سے request کرتا ہوں کہ اس ایوان کو مچھلی کی منڈی نہ بنائیں، مہربانی کر کے یہ نہ کریں کیوں کہ یہ دونوں اطراف کی عزت کا معاملہ ہے، اگر آپ شور شرابا کریں گے تو ہم بھی مجبور ہو جائیں گے کہ ہم بھی اپنے اقدار کو ختم کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی شبلی صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز: آدھا گھنٹہ دے دیں، ہم وہ بل لاتے ہیں جو ہم نے move بھی کیا تھا اور اس کو ہم نے پاس بھی کیا تھا۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید شبلی فراز: تو آپ انتظار کر لیں نا، ہم ابھی اس کو منگواتے ہیں، ہمیں صرف آدھا گھنٹہ دے دیں۔

جناب چیئرمین: چلیں آدھا گھنٹہ دے دیتے ہیں، کوئی مسئلہ نہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جناب، آدھا گھنٹہ دے دیتے ہیں، بل دیکھ لیں۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: یہ وہ بل نہیں ہے، انہوں نے جو move کیا ہے، it's a different Bill, different Bill کو oppose کیا ہے، اب آپ کے پاس کوئی option نہیں ہے، voting کروائیں۔

جناب چیئرمین: جناب، میرے پاس تو option ہے، مہربانی کریں ایسے نہ کریں، میں صرف گزارش کر رہا ہوں، آدھے گھنٹے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ آپ کو بل دکھانا چاہ رہے ہیں، جو پاس ہوا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کمیٹی کو بھیج دیتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: House کو order میں کریں۔

Order in the House, Leader of the House: جناب چیئرمین:

کھڑے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب والا! میں نے جیسے پہلے کہا، journalists protection کے حوالے سے کوئی دورائے نہیں ہے، حکومت اس معاملے میں serious ہے، اگر یہ بصد ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ایک بل کے بیچ میں ان کا بھی بل آنا چاہیے تو آپ اس کو کمیٹی میں بھجوادیں، ہم وہاں پر بات کریں گے۔

Mr. Chairman: Right. I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Order No.21. Senator Saleem Mandviwalla, please move Order No.21.

Senator Saleem Mandviwalla: Thank you, Mr. Chairman. I introduce the Bill to ensure the protection of the journalists who are at risk as a result of their professional pursuit of journalism [The Protection of Journalist Bill, 2021].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Order No.22. Senator Mohsin Aziz, please move Order No.22.

**Introduction of the Constitution (Amendment) Bill,
2021 (Amendment of Articles 111, 140, 260 and 275)**

Senator Shahadat Awan: I move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2021] (Amendment of Articles 111,140,260 and 275).

Mr. Chairman: Is it opposed?

کمیٹی کو بھیج رہے ہیں۔

جناب علی محمد خان: اگر ایوان کو brief کر لیں۔

جناب چیئرمین: انہوں نے ایک بار پہلے brief کیا تھا۔

جناب چیئرمین: جی بتائیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے پھر شیری رحمن صاحبہ! نہ کہنا کہ

جلدی چھٹی کریں۔

سینٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! 2006 سے پہلے صوبائی government کو جو advise کرتا تھا وہ Advocate General کرتا تھا اور وہی represent کرتا تھا لیکن 2006, 2007 کے بعد prosecution کے لیے ایک vacancy create کی گئی as a Prosecutor General and Advocate General کا جو کام تھا ان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، جو Prosecutor General کا کام ہے وہ Supreme Court اور Lower Court میں تقسیم کر دیا، جو Advocate General کا کام تھا وہ بھی Prosecutor General کو دے دیا گیا۔ Lower Court civil servant, government service میں General, Constitution کے زمرے میں نہیں آتا لیکن Prosecutor General کو میں اس لیے add کرنا چاہتا ہوں جو advocates ہیں وہ as a Prosecutor General service accept نہیں کرتے کیوں کہ as a civil servant کو deem کیا جائے تو دو سالوں کی ان پر پابندی ہے، اگر وہ پندرہ دنوں کے لیے بھی آتے ہیں تو ان پر وہ ذمہ داری یا وہ پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں جو سروس والوں پر لاگو ہیں چونکہ دونوں at par ہیں لہذا Prosecutor

Advocate General کو بھی Constitution میں add کیا جائے تاکہ Advocate General کی طرح صوبوں میں اپنی ذمہ داریاں جو کہ وہ نبھا رہے ہیں، یہ قدغن نہ ہو اور اچھے لوگ Prosecutor کو represent کر سکیں۔

Mr. Chairman: Is it opposed? Please honourable Minister of State for Parliament Affairs,

یا کمیٹی میں بھجوادوں؟

جناب علی محمد خان: جناب والا! اس Bill پر government already کام کر رہی ہے اور جس طرح یہ فرما رہے ہیں کہ ایک وکلا حضرات کو بہت بڑا مسئلہ ہو جاتا ہے کہ اگر وہ اس position پر appoint ہو جاتے ہیں تو وہ دو سالوں کے bar میں آجاتے ہیں، ان کی سوچ اچھی ہے لیکن government اس پر کام بھی کر رہی ہے، میں ماحول کو مزید vitiate نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے ہمیشہ Bills کو support کیا ہے لیکن اس سے پہلے Bill پر کچھ comments اس لیے کیے کہ اس وقت ہمیں دلی طور پر دکھ ہوا تھا کہ journalists protection کے لیے حکومت ایک چیز لے کر آئی تھی اس کی مخالفت ہوئی۔ آپ ایک اچھی legislation لے کر آ رہے ہیں already حکومت بھی کر رہی ہے لیکن اس کو Committee میں بھیج دیں اور دونوں کو club کر دیں گے اور دونوں کو discuss کر لیں گے۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and leave to introduce the Bill is granted. Order No.25, honourable Shahadat Awan, please move Order No. 25.

Senator Shahadat Awan: I introduce the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2021] (Amendment of Articles 111, 140, 260 and 275).

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 26, Senators Bahramand Khan Tangi, Atta-ur-Rehman and Dilawar Khan; not present. Order No. 26 is dropped. Order No. 28, Senators Saadia Abbasi and Walid Iqbal; please move Order No. 28.

Senator Syed Ali Zafar: Point of order sir.

جناب چیئرمین: پہلے move تو کرنے دیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! اس سے پہلے کیونکہ جب میں move کر رہا تھا تو سینیٹر شیری رحمن صاحبہ نے اسی وقت اٹھ کر مجھے روک دیا تھا۔ and now she has left. جناب چیئرمین: ٹھیک ہے بتائیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: یہ Bill بہت اچھا ہے لیکن بد قسمتی سے اس کے ساتھ بھی وہی position ہے جب میں Bill لایا تھا، پہلے یہ National Assembly سے Senate میں آیا تھا اور یہاں Standing Committee سے آگے نہیں جا سکا تھا۔ بد قسمتی سے اس کو بھی پھر وہی treatment دینا پڑے گی جو پہلے اس کو دینا پڑی تھی۔ یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے میں یہ objection بالکل نہ کرتا کیونکہ یہ ایک بری روایت پڑ گئی ہے کہ ایک Private Member ایک اچھی legislation لانے کی کوشش کرے جس پر consensus ہو۔ Technical objection سے اتنے اہم social Bill کو اس طرح reject کر دیا جائے مجھے بد قسمتی سے وہی objection لینا پڑ رہی ہے۔ میرا خیال تھا کہ شاید یہ objection اس point پر دوسری طرف سے ہی آئے گا لیکن میں نے دیکھا کہ بڑی carefully اس کو نہیں دیکھا گیا۔ اس لیے Order No. 28 پر میرا یہی point of order ہے حالانکہ میں اس deferment کے against ہوں۔ چونکہ پہلا defer ہو گیا ہے تو اس کو بھی defer کرنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ! اس میں کچھ amendments سینیٹر کامران مرتضیٰ نے ہاؤس میں آ کر کہا تھا تو وہ بھی لے لیتے ہیں اس لیے ابھی اس کو defer کر دیتے ہیں۔ سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ! بات کریں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: اس Bill کے لیے سینیٹر ولید اقبال صاحب نے ساری religious parties کو invite کیا۔ یہ سب وہاں پر گئے تو اب جب پاس کرنے کا وقت آ گیا ہے تو آج یہ amendments and proposals ان کی جو amendments لانا چاہتے ہیں۔ ان کی جو amendments and proposals سارے incorporate کر دیے گئے تھے۔ ٹھیک ہے اب آپ بتائیں کہ کیا کرنا ہے۔

جناب چیئر مین: اس کو defer کر لیتے ہیں۔ بہت شکریہ، سینیٹر سعدیہ صاحبہ۔ آرڈر نمبر 30، سینیٹر میاں رضار بانی صاحب، اس کو defer کر دوں۔

سینیٹر میاں رضار بانی: جناب! اس کو defer کر دیں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔

Order No.30 is deferred. Order No.32. Senator Mohsin Aziz Sahib, please move Order No.32.

[The Factories (Amendment) Bill, 2021]

Senator Mohsin Aziz: I, Senator Mohsin Aziz, move that the Bill further to amend the Factories Act, 1934 [The Factories (Amendment) Bill, 2021], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration, at once.

Mr. Chairman: Honourable Minister of State for Parliamentary Affairs, is it opposed?

Mr. Ali Muhammad Khan: The House can be briefed a bit.

جناب چیئر مین: جی، بتائیں۔

سینیٹر محسن عزیز: یہ Bill Committee کے پاس گیا تھا اور Factories Act, 1934 جس میں کافی سارے سقم اور labour کی جو شکایات تھیں ان کو consider نہیں کیا تھا۔ جیسا کہ fire case میں، جو ان کے washrooms ہیں۔ Injury کے case میں ان کو clause by clause دیکھا گیا کہ کون سی hazardous factories ہیں۔ ان کو کس طریقے سے treatment دینا چاہیے۔ کس طریقے سے labour welfare کو دیکھنا چاہیے۔ کس طریقے سے staff کو دیکھنا چاہیے۔ Washroom facilities کیا ہونی

چاہیں، تمام اس طرح کی چیزوں کو اس Bill میں introduce کیا گیا تھا جن کو Committee نے وہاں سے pass کیا تھا۔

جناب چیئرمین: مسٹر صاحب۔

جناب علی محمد خان: میں اس Bill پر سینیٹر محسن عزیز صاحب کو appreciate کرنا

چاہتا ہوں۔ ’انکاسب حبیب اللہ‘ کہ محنتی اللہ کا دوست ہے۔ مزدوروں اور working

women کے لیے جو یہ Bill لائے ہیں ہم سب اس کو appreciate کرتے ہیں اور اس کو support کرتے ہیں۔

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Factories Act, 1934 [The Factories (Amendment) Bill, 2021], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration, at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We may now take up second reading of the Bill that is clause by clause consideration of the Bill. There is no amendment in Clauses 2 to 5, so I put these Clauses before the House as one question. The question is that Clauses 2 to 5 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 5 stand part of the Bill. Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and the Title stands part of the Bill. Order No. 33, Senator Mohsin Aziz, please move Order No. 33.

Senator Mohsin Aziz: I, Senator Mohsin Aziz, move that the Bill further to amend the Factories Act, 1934 [The Factories (Amendment) Bill, 2021], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Factories Act, 1934 [The Factories (Amendment) Bill, 2021], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted and the Bill stands passed unanimously. Senator Mohsin Aziz Sahib.

سینیٹر محسن عزیز: اس Bill کو انہوں نے unanimously pass کیا۔ کمیٹی میں اس پر کافی discussion ہوئی اور دیکھا گیا کہ نجانے کیوں اتنی مدت سے Islamabad territory میں جو labour کے قوانین ہیں اور جو UN Resolution اور Labour Laws کے مطابق یہاں پر adopt نہیں کیے تھے جس کے لیے اس Bill کو لایا گیا۔ میں ہاؤس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح منسٹر صاحب نے کہا کہ یہ ہاؤس غرابا اور مساکین کے لیے کام کرتا ہے تو یہ Bill ان ہی کے لیے ہے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Order No.34, Senator Kauda Babar please move Order No.34.

Withdrawal of [The Federal Board of Revenue (Amendment) Bill, 2020]

Senator Kauda Babar: I, seek leave to withdraw the Bill further to amend the Federal Board of Revenue Act, 2007 [The Federal Board of Revenue (Amendment) Bill, 2020], introduced on 27th July, 2020.

Mr. Chairman: Senator Kauda Babar has sought leave to withdraw the Bill further to amend the Federal Board of Revenue Act, 2007 [The Federal Board of Revenue (Amendment) Bill, 2020], introduced on 27th July, 2020.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to withdraw the Bill is granted. Order No.35, Senator Kauda Babar, please move Order No.35.

Senator Kauda Babar: I withdraw the Bill further to amend the Federal Board Revenue Act, 2007 [The Federal Board of Revenue (Amendment) Bill, 2020], introduced on 27th July, 2020.

Mr. Chairman: The Bill stands withdrawn. Order No.36, Senator Faisal Javed, please move Order No.36.

Motion under Rule 126(7) for consideration of [The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2020] in a joint sitting of Parliament

سینیٹر فیصل جاوید: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 میں مزید ترمیم کرنے کا بل [صوبائی موٹر وہیکلز (ترمیمی) بل 2020] سینیٹ کی منظور کردہ اور قومی اسمبلی کو ارسال کردہ صورت میں، لیکن جسے قومی اسمبلی میں پیش ہونے کے 90 ایام کار کے اندر قومی اسمبلی نے منظور نہیں کیا، کو مشترکہ اجلاس میں زیر غور لایا جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش کی گئی ہے کہ صوبائی موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 میں مزید ترمیم کرنے کا بل [صوبائی موٹر وہیکلز (ترمیمی) بل 2020] سینیٹ کی منظور کردہ اور قومی اسمبلی کو ارسال کردہ صورت میں، لیکن جسے قومی اسمبلی میں پیش ہونے کے بعد 90 ایام کار میں قومی اسمبلی میں منظور نہیں کیا گیا کو مشترکہ اجلاس میں زیر غور لایا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Chairman: We now move on to Order. No.37. Order No.37 stands in the name of Senator Mushtaq Ahmed. Please move the motion.

Motion under Rule 218 moved by Senator Mushtaq Ahmed regarding the reasons of enormous cases lying pending with Supreme Court and Islamabad High Court

Senator Mushtaq Ahmed: Thank you, Mr. Chairman. I want to move that the House may discuss the reasons of enormous cases lying pending with

Supreme Court of Pakistan and Islamabad High Court as of July, 31st 2021, and policy steps being taken by the Government to ensure early and speedy disposal of said cases.

جناب چیئرمین: جی مشتاق صاحب۔

سینیٹر مشتاق احمد: میں اس پر پورے points کے ساتھ کچھ منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یہ بات کرنے کا اعزاز بھی ہے کہ ایوان میں اس وقت 15 وکلا بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: مطلب یہ ہے کہ سینیٹ میں 15 فیصد وکلا ہیں اور ان کے senior and leader Senator Farooq H. Naek ہیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب! یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور میری خواہش ہے کہ جو senior

وکلا ہیں، وہ اس پر اپنی رائے دیں۔ ہمارے دستور کا Article 37(d) یہ کہتا ہے کہ:

“The State shall ensure inexpensive and expeditious justice.”

آپ کو علم ہے کہ جہاں انصاف نہیں ہوگا تو وہاں ظلم ہوگا۔ ہمارے چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا ہے کہ ظلم کے ساتھ کوئی ریاست یا حکومت قائم نہیں رہ سکتی ہے۔ اس وقت ملکی عدالتوں میں جو cases کا backlog ہے، وہ انصاف کی فراہمی میں رکاوٹ ہے۔ مظلوم، کمزور طبقات اور بالخصوص خواتین کے ساتھ شدید ناانصافی ہو رہی ہے۔ اس وقت پاکستان کی عدالتوں میں 2.1 million cases pending ہیں۔ پاکستان کی تمام عدالتوں میں judges کی کل تعداد 3,067 ہے اور 1,048 judges کی اسامیاں خالی ہیں یعنی جتنی تعداد میں judges ہونے چاہیے تھے، ان میں سے 1,048 کم ہیں اور cases کی pendency, 2.1 million ہے۔ Supreme Court میں 51,138 cases and Islamabad High Court میں 16,374 cases pending ہیں اور Islamabad District Court میں 51,849 cases pending ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے کچھ عرصے پہلے ایک survey کیا تھا اور خود سپریم کورٹ نے اس میں کہا تھا کہ پاکستان میں ایسے بہت سارے litigants ہیں جنہیں اپنی اپنی lifetime میں اپنی جلداد کے متعلق فیصلہ سننے کا اعزاز

حاصل نہیں ہوتا، انہیں یہ موقع نہیں ملتا اور انہیں یہ خوشی نہیں ملتی۔ سپریم کورٹ نے اسی survey میں یہ خود کہا تھا کہ جو property suit ہے، اسے file ہونے سے conclude ہونے تک تیس سال لگتے ہیں۔

جناب! آپ اندازہ لگائیں کہ خود سپریم کورٹ کے اپنے سروے کے مطابق ایک کیس کو تیس سال لگ جاتے ہیں تو کیا یہ انصاف کی فراہمی ہے؟ یہ انصاف کی تاخیر اور لوگوں کو انصاف سے محروم رکھنا ہے اور اگر انصاف نہیں ہوگا تو ظلم کا دور دورہ ہوگا۔ یہ جو 2.1 million cases pending ہیں، یہ کمزور طبقات اور بالخصوص خواتین کے ساتھ جلداد کے معاملات میں شدید ناانصافی کا پتہ دیتے ہیں۔ اس pendency کا سب سے زیادہ فائدہ elite طبقات اور mafias کو ہو رہا ہے اور غریب عوام اس کے نتیجے میں پس جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے کچھ وکیلوں کی شان میں بھی بولنا ہے۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب! اگر cases کی pendency اتنی ہی رہتی تو وہ تشویش کی بات نہیں تھی لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ یہ pendency بڑھ رہی ہے۔

جناب! مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ ہمارے ملک کے judges کے جو perks and privileges ہیں، اس میں پاکستان کی judiciary ان دس ممالک میں آتی ہے جہاں پر judges کے perks and privileges زیادہ ہیں اور انصاف کی فراہمی میں ہماری judiciary کا 124 واں نمبر ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے اور افسوس کی بات ہے کہ سہولیات اور مراعات میں پاکستان کی عدلیہ پہلے دس ممالک میں آتی ہے لیکن انصاف کی فراہمی میں اتنا پیچھے ہے۔ Transparency International کے 2020 کے survey کے مطابق ہماری 180 judiciary ممالک میں سے 120 ویں نمبر پر آچکی ہے۔ ہمارے judges کی تنخواہیں اتنی زیادہ ہیں کہ ایک جج کی pension چھ لاکھ روپے ہے۔ مجھے نیشنل بینک کے ایک بندے نے بتایا کہ اگر جس دن ہم نے کسی جج کی پنشن ادا کرنی ہو تو اس دن ہم دوسرے pensioners سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ لوگ چلے جائیں کیونکہ آج آپ کو ادائیگی نہیں ہو سکتی ہے۔ اتنے زیادہ پیسوں کی تو وہ pension لیتے ہیں لیکن انصاف کہاں ہے۔ مراعات ہیں، سہولیات ہیں، تنخواہ ہے، پنشن ہے، پروٹوکول ہے لیکن 2.1 million cases کی

pendency ہے اور لوگوں کو کوئی انصاف نہیں مل رہا ہے۔ سپریم کورٹ اور دوسری اعلیٰ عدالتوں کا دروازہ سونے کی چابی سے کھلتا ہے۔ جس کے پاس سونے کی چابی نہیں ہے، اس کی عدالت تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ انصاف ایک خاص طبقے تک محدود ہے اور غریب عوام پاکستان کی عدالتوں سے انصاف کی فراہمی سے محروم ہیں۔

جناب! بیج صاحبان کہتے ہیں کہ کوئی بھی sacred cow نہیں ہے لیکن بیج صاحبان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب اتنے سارے cases کی pendency ہے، جب آپ لوگوں کی کارکردگی یہ ہے تو کیا contempt of court کی آڑ میں آپ لوگ sacred cow نہیں بنے ہوئے ہیں۔ اگر ان کی accountability کا، اگر ان کی خود احتسابی کا اور اگر ان کی performance کو gauge کرنے کا کوئی نظام ہے تو پھر پاکستان کی عدالتوں میں 2.1 million مقدمات کیوں pending ہیں۔ اس لیے یہ ایک بہت بڑا issue ہے۔ میں توجیح صاحبان سے یہ کہوں گا آپ لوگ تو سیاست میں ملوث ہوتے ہیں، آپ بہت سارے issues پر suo motu notice لیتے ہیں جیسے آج بھی سینیٹر تارڑ صاحب نے اس بات کا ذکر کیا لیکن انصاف کی فراہمی کی جب بات آتی ہے تو پھر آپ ڈیم بناتے ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جو آپ کے کرنے کے نہیں ہیں لیکن پاکستان کے عوام کو انصاف فراہم کرنا جو آپ کا بنیادی کام ہے، وہ انصاف کی فراہمی ابھی تک کیوں ممکن نہیں ہو سکی ہے اور دن بدن پاکستان میں cases کی pendency کیوں بڑھ رہی ہے۔ آپ Pandora Papers کو اٹھالیں، آپ Panama Papers کو اٹھا لیں، آپ sugar mafia کو لے لیں یا آپ petrol mafia کو لے لیں وہ کون سی مافیا ہے جس کو عدالتوں نے expose کیا ہے، جس کا عدالتوں نے احتساب کیا ہے اور انہوں نے عوام کے ساتھ جو ظلم کیا ہے، ان کا حساب و کتاب کیا گیا ہے۔

جناب! چونکہ یہ ایک اہم issue ہے لہذا میں اس پر کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ پہلی تجویز یہ ہے کہ یہ جو خالی اسمیاں ہیں، ان کو فوری طور پر پُر کیا جائے۔ مجھے میرے motion پر کم از کم دس منٹ تو بولنے کا حق ہے۔

جناب چیئرمین: جی آپ بات کریں۔

سینیٹر مشتاق احمد: تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ judges کی جو 1,048 خالی اسامیاں ہیں، ان کو فوری طور پر پُر کیا جائے اور ججز کی تعداد بڑھائی جائے۔ ججز کی تنخواہوں کو آدھا کر کے ان سے نئے ججز بھرتی کیے جائیں۔ ابھی جو سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے کہا کہ قومی خزانے میں پیسے نہیں ہیں تو ان کی تنخواہیں آدھی کی جائیں اور ان ہی سے نئی بھرتیاں کی جائیں۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ second shift شروع کی جائے۔ تیسری تجویز یہ ہے کہ video link and technology کا استعمال کیا جائے تاکہ لوگوں کو انصاف مل سکے۔ چوتھی تجویز یہ ہے کہ legal matters پر ججز کی trainings کی جائے۔ ان کے کتنے کمزور فیصلے ہوتے ہیں اور خود ہمیں یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ legal matters پر ججز کی وہ گرفت نہیں ہے۔ ان کی trainings کی جائیں تاکہ کم وقت میں بہتر فیصلے آسکیں۔ جو Bar Council Act میں ہے کہ وکلا زیادہ پیش نہیں ہوتے ہیں تو ان کے لیے کوئی تعداد متعین کی جائے تاکہ cases prolong نہ ہوں اور انصاف کی فراہمی سے لوگوں کو محروم نہ رکھا جاسکے۔ لوگ بھوکے رہ سکتے ہیں، لوگ ننگے پاؤں رہ سکتے ہیں، لوگ اپنے دوسرے حقوق پر بھی compromise کر سکتے ہیں لیکن انصاف کے بغیر کوئی قوم اور معاشرہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر معاشرے میں انصاف نہیں ہوگا تو بد امنی ہوگی۔ انصاف نہیں ملے گا تو اضطراب ہوگا۔ انصاف نہیں ہوگا تو طبقاتی تقسیم ہوگی اور اگر انصاف نہیں ہوگا تو ایک ruling elite exploitation کرے گی اور معاشرے میں وہ طبقہ عوام کا استحصال کرے گا۔ معاشرے میں انصاف کی فراہمی ایک بنیادی چیز ہے، باقی تمام چیزوں کا نمبر اس کے بعد آتا ہے اور اس لیے ہمیں بطور شہری اور parliamentarian معاشرے میں collective effort کرنی چاہیے تاکہ ہم اپنے عوام کو کم از کم انصاف تو فراہم کر سکیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئر مین: جناب سینیٹر تاج حیدر صاحب۔ سینیٹر شبلی صاحب mike بند کریں۔

Senator Taj Haider

سینیٹر تاج حیدر: جناب عالی! شکریہ، سینیٹر مشتاق احمد نے آج اس ایوان کی توجہ ایک بہت اہم مسئلے کی طرف مبذول کروائی ہے۔ میں اعلیٰ عدالتوں کا احترام پوری طرح ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس ایوان میں کچھ تجاویز رکھنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف تعداد بڑھانے یا پھر صرف

اعتراضات کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا بلکہ ہمیں اس نظام میں کچھ بنیادی تبدیلیاں اور آئین کے اندر تبدیلیاں لانی ہوں گی۔ جب Charter of Democracy بنایا جا رہا تھا تو دونوں بڑی جماعتوں نے Charter کے اندر No.3 point میں یہ رکھا تھا 'there shall be a Federal Constitutional Court' ہماری اعلیٰ عدالتوں میں سیاسی اور آئینی معاملات، الیکشن کے مسائل اور بین الصوبائی معاملات میں اتنا وقت صرف کر دیا جاتا ہے کہ دوسرے civil and criminal cases کے لیے وقت نہیں رہتا، اس لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ایک Federal Constitutional Court بنائی جائے جس میں ہر صوبے کی مساوی نمائندگی ہو تاکہ ہماری Federation مضبوط ہو اور جو بین الصوبائی معاملات ہیں انہیں تسلی سے سنا جاسکے۔

جناب! دوسری بات، ایک مسئلہ یہ ہے کہ ہماری ایک سپریم کورٹ وفاق میں ہے۔ میں اس مسئلے کو سمجھتا ہوں اور کراچی کے وکلاء سے میری بات ہوتی ہے کہ جب بھی اُن کی تاریخ سپریم کورٹ میں لگتی ہے تو اُن تمام وکلاء کے دو یا تین دن خراب ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے chambers میں بھی وقت نہیں دے سکتے اور انہیں بہت زیادہ اخراجات travelling کی مد میں بھی برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ میری ایک تجویز ہے، کہ ہر صوبے میں اپنی الگ الگ سپریم کورٹس ہوں جو last highest court of appeal ہو اور جتنے بھی ایسے معاملات ہیں جو کہ Supreme Court میں جانے ہیں، جو کہ آخری court of appeal ہے، وہ صوبوں کے اندر ہی طے ہوں۔

جناب! سینیٹر مشتاق احمد نے اس ایوان میں ایک بہت مناسب بات کی ہے کہ quality of justice کو کیسے آگے بڑھایا جائے۔ میں اس ایوان میں تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ باقاعدہ جیسے پہلے ایک Judicial Services of Pakistan کا ادارہ تھا اس کو پھر سے revive کیا جائے اور بالکل جیسے Civil Services of Pakistan کے اندر امتحانات پاس کر کے باصلاحیت لوگ سامنے آتے ہیں اسی طریقے سے جو law graduates Judicial Service میں جانا چاہتے ہیں اور judiciary کو join کرنا چاہتے ہیں وہ اُس امتحان کو پاس کر کے judiciary میں آئیں اور بالکل جیسے civil services میں تمام لوگوں کی trainings

ہوتی ہیں اسی طرز پر جو judicial service میں امتحان پاس کرتے ہیں اُن کی بھی باقاعدہ trainings ہوں اور انہیں بتایا جائے کہ قانون کیا ہے اور مقدمے کو کس طریقے سے دیکھا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی ضروری بات ہے کہ ہم quality of justice کو مزید آگے بڑھائیں۔ یہ جو آج طریقے رائج الوقت ہیں اور ہم نے اسے اختیار کر رکھا ہے کہ اچھا جی، کوئی بھی وکیل ہمیں پسند آگیا اور ہم اُسے High Court کا Judge بنا دیتے ہیں۔ یہ ایک step by step training ہے اور اس کے بعد اس میں specialization بہت ضروری ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے وکلا میں کوئی criminal laws میں specialize کر رہا ہے اور کوئی corporate law میں specialize کر رہا ہے اور کوئی labour laws میں اور کسانوں کے مسائل پر specialize کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اُس میں بہت زیادہ محنت کی جاتی ہے اور بہت زیادہ law کو سمجھا جاتا ہے تب جا کر وہ کہتے ہیں کہ جناب میں صرف criminal law لوں گا میں corporate law نہیں لوں گا۔ اسی طریقے سے lower level میں یہ عدالتیں specialized ہوں کہ اگر کوئی corporate law کا مسئلہ ہے تو وہ مخصوص عدالتیں اُن Judges کی ہوں جو اپنی اپنی fields میں specialized ہوں۔ اور اسی طریقے سے اگر کوئی labour کا مسئلہ ہے اور دیگر مسائل ہوں تو اس میں ایک دفعہ سینئر شہادت اعوان صاحب نے میری رہنمائی کی تھی کہ کوئی 14 branches ایسی ہیں جن میں special courts بننی چاہئیں اور پھر اُسی line کے اندر وہ عدالتیں step by step کام کرتی رہیں۔

اس کے علاوہ جو adjournments ہوتی ہیں اور باقاعدہ تاریخیں لی جاتی ہیں اس کی روک تھام ہونی چاہیے۔ اس میں دو سے زیادہ adjournments نہیں لیں اور اگر آپ سے کوئی وکیل صاحب adjournment مانگتے ہیں تو اُس adjournment کے لیے معزز عدالت میں کچھ court fee کی مد میں رقم جمع کریں کہ میں کچھ مصروفیات کی وجہ سے یہ adjournment چاہتا ہوں اور یہ رقم میں پیش کر رہا ہوں۔ Adjournment ایک کھیل بن گیا ہے۔ ہمارے وکلا حضرات کہتے ہیں کہ آج میں available نہیں ہوں اور دوسری پیشی پر دوسرا وکیل موجود نہیں ہوتا اور پھر adjournment لے لی جاتی ہے جس کی وجہ سے

Quality of cases کا فیصلہ بہت دیر سے آتا ہے اور pendency بڑھتی جاتی ہے۔ Justice کے سلسلے میں اور عدلیہ کی آزادی کے لیے میری پوری زندگی گزری ہے لیکن میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ judges میں کوئی تعصب نہیں ہونا چاہیے۔ Judges میں صوبائیت نہیں ہونی چاہیے۔ Judges میں فرقہ واریت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب! میں اپنا تجربہ آپ کو بتاتا ہوں کہ Lahore High Court میں جب میں نے اپنے ایک case میں Judge سے کچھ کہنے کی اجازت مانگی تو وہ چلانے لگے shut up get back چلا چلا کر بولنے لگے اور اُس کے بعد انہوں نے کہا کہ تاج حیدر صاحب، this is Rawalpindi, this is not Karachi. جناب عالی! یہ بات تین مرتبہ دہرائی گئی۔ میں کہنا چاہ رہا تھا اُن سے کہ جی ہاں یہ راولپنڈی ہے اور یہاں سے ہم نے تین شہید Prime Ministers سندھ بھیجے ہیں، جی میں جانتا ہوں یہ راولپنڈی ہے لیکن احترام عدالت کی وجہ سے میں خاموش رہا اور میں نے مناسب سمجھا میں اس کی تحریری شکایت سینیٹر رضا ربانی جو اس وقت چیئرمین سینیٹ تھے اُن سے کی اور انہوں نے فوری طور پر چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کو خط لکھا، جواب نہیں آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعصب کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے، صرف اس لیے کہ میں سندھی ہوں اور مجھ سے یہ کہا جائے کہ this is Rawalpindi یہ میرے خیال سے مناسب نہیں ہے۔ وہ Judge صاحب شاید 4 دن پہلے confirm ہوئے تھے اور کئی وکیلوں کے دفتروں پر مبارکباد کے banners آویزاں تھے کہ یہ Judge صاحب confirm ہوئے ہیں۔ اس پر ہماری نظر رہنی چاہیے اور میں یہاں سینیٹر مشتاق احمد صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے کہ عدل ہونا چاہیے، انصاف ہونا چاہیے اور قانون کی حکمرانی ہونی چاہیے لیکن اس کے لیے جس قسم کی تیاریاں کرنی ہیں اور ہمیں اس نظام میں کچھ بنیادی تبدیلیاں لانی ہیں وہ انتہائی ضروری ہیں اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان تمام چیزوں پر اور خصوصاً سینیٹر تارڑ صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں، مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی نے جو Charter of Democracy sign کیا تھا اور اس میں Federal Constitutional Court پر اتفاق کیا تھا، جس میں تمام صوبوں کی مساوی نمائندگی ہو، میرے خیال سے وقت آگیا ہے کہ ہم بغور

اس تجویز کا مطالعہ کریں اور Parliament اس سلسلے میں جو بھی آئینی ترامیم لانا چاہتی ہے وہ لائی جائیں۔ شکریہ، چیئر مین صاحب۔

جناب چیئر مین: جناب میر عاصم کردگیلو صاحب، ہمارے بلوچستان میں سابقہ صوبائی وزیر برائے فنلینڈ رہے ہیں، وہ اس ایوان میں تشریف رکھتے ہیں، welcome to the House، جناب۔۔ سلیم صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں۔ جی، محترمہ سینیٹر رخسانہ زبیری صاحبہ۔
(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

Senator Engr. Rukhsana Zuberi

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: جناب چیئر مین! بہت شکریہ۔ یہ ایک بہت اہم motion ہے جو سینیٹر مشتاق احمد صاحب آج اس ایوان میں discussion کے لیے لائے ہیں۔ اس معاشرے میں انصاف کی عدم فراہمی ہمارا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہمارے less privileged عوام کے لیے lower courts میں انصاف کی عدم فراہمی ہے کہ انہیں اپنی قریب ترین courts سے انصاف مل سکے اور یہ ایک ناممکن سی بات ہے۔ آج اس ایوان میں Supreme Court کی بات کی جا رہی ہے تو میں سینیٹر تاج حیدر صاحب کی اس suggestion جو کہ Federal Constitutional Court کے قیام کے بارے میں کی گئی ہے، اس کو fully support کرتی ہوں۔ اس نظام کے بارے میں میری کچھ observations ہیں جو میں اس ایوان میں لانا چاہوں گی کہ Supreme Court میں ابھی ایک Judge صاحب elect ہوئے ہیں تو ان کی one of the تقریر جو انہوں نے کی وہ ان کا ایک بہت critical view تھا اور انہوں نے کہا کہ جتنے cases اس وقت سپریم کورٹ آف پاکستان میں pending ہیں، اگر آج آپ نئے cases کو stop کر دیں کہ آئندہ کوئی Supreme Court of Pakistan میں داخل نہیں ہوگا تو شاید 100 سال میں جا کے یہ pending cases clear ہوں ورنہ یہ ناممکن ہی ہوگا۔

علاوہ ازیں ایک اور بات جو میں نے citizen of Pakistan کے ناطے اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے پڑوس میں رہنے کی وجہ سے notice کی ہے وہ یہ ہے کہ Supreme Court of Pakistan's working hours بہت کم ہیں، کورٹ

شروع ہوتی ہے، چائے کی break ہوتی ہے، اس میں کوئی issue نہیں ہے، ہر ایک کو break چاہیے، تقریباً ڈیڑھ بجے کورٹ ختم ہو جاتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ کورٹ میں لوگوں کی لائن لگی ہوئی ہوتی ہے، سپریم کورٹ نے لوگوں کی زندگی کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے، careers کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے، کئی لوگوں کی جیلوں سے رہائی ہوتی ہے، بڑے بڑے مسائل کا فیصلہ ہونا ہوتا ہے، ہمیں نظر نہیں آتا کہ یہ کس طرح سے ہوگا۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کورٹ ہر چیز پر *suo motu* notice لے رہی ہوتی ہے، یہاں تک کہ سپریم کورٹ نے ڈیم بنوایا اور ہم جانتے ہیں کہ کس طرح بنوایا۔

جناب چیئر مین! میری submission یہ ہے کہ retired judges کا بہت بڑا reservoir ہیں، ان کی پوری زندگی ایک profession کو serve کرتے ہوئے گزری ہوتی ہے، انہیں دوبارہ سے لیا جائے۔ جیسے انڈیا نے courts شروع کیں، that was pretty successful، اسی طرح ہم نے دوسرے ممالک کو بھی دیکھا ہے کہ ان کے ہاں اتنے زیادہ cases کیوں نہیں ہوتے۔ ہمارے ہاں زیادہ تر cases human rights violation کے ہوتے ہیں، ایک pensioner کو وقت پر پنشن نہیں ملتی، وہ کورٹ میں جاتا ہے اور یوں سالوں گزر جاتے ہیں اور case پڑا رہتا ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جو Pakistan Telecom میں PTCL کے cases تھے، سپریم کورٹ نے اس پر judgement بھی دی ہوئی ہے، اس پر contempt کی ایک hearing ہوئی تھی اور اس کے بعد بات ختم ہو گئی۔

جناب چیئر مین! تاج حیدر صاحب اور مشتاق صاحب نے quality of justice کی بات کی۔ میں آپ سے share کرنا چاہتی ہوں کہ during my previous tenure in this august House, prices of petroleum میں bungling ہو رہی ہے، wrongly زیادہ charge ہو رہا ہے، تقریباً سال کے extra charge 100 Billion rupees ہو رہے تھے۔ میں پارلیمانی وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گی۔ میں اور اقبال ظفر جھگڑا صاحب سپریم کورٹ گئے، یہ cases جسٹس افتخار چوہدری صاحب کی عدالت میں سنے جا رہے تھے، اسی دوران ایک صاحب نے ایک مقدمہ دائر کیا کہ جو GST 17% لگا

تجزیہ سے متفق ہوں، bar bodies یہ تجویز بارہا دے چکی ہیں کہ this is high time that we should go for a Constitutional Court at Federal level, جو آئینی مویشگا فیاں اور آئینی مسائل ہیں ان کے حوالے سے وفاق اور صوبوں کے درمیان تصفیہ طلب معاملات یا کوئی fundamental rights کے حوالے سے تشریح ضروری ہے تو اسے ضرور کریں، کوئی political question آتا ہے جو کہ constitutional nature کا ہے لیکن جہاں تک ایک appellate forum کا تعلق ہے، صوبائی سطح پر اٹھارہویں ترمیم کے بعد اس کی گنجائش بھی موجود ہے تو اسے صوبائی سطح پر ہی exhaust ہو جانا چاہیے، اس سے بہت سارے مسائل حل ہوں گے، لوگوں کے اخراجات میں کمی آئے گی اور process تیز ہو گا۔ ہماری حکومت ماتحت عدلیہ پر توجہ دیتی ہے لیکن پھر ہم بھول جاتے اور اس میں بے تحاشا اسامیاں خالی رہتی ہیں۔

جناب چیئر مین! جس دن بنیاد ٹھیک ہو جائے گی تو اس پر خوبصورت عمارت ہی بنے گی اور عمارت مضبوط رہے گی۔ Unfortunately subordinate judiciary کے دو issues ہیں۔ ایک capacity کا issue ہے، Judges کی تعیناتیاں پہلے Public Service Commission کرنا تھا، کئی صوبوں میں اسے High Courts نے لے لیا ہے اور وہ بڑی summary manner میں کی جاتی ہیں۔ دوسرا جس طرح کی تربیت Civil Services Academy (CSA) میں ہوتی ہے یا فوجی عسکری ادارے کا کول میں دی جاتی ہے۔ ایک regress training کا concept ہے کہ آپ جب کسی شخص کو میدان میں اتار رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جج کے فرائض بھی بڑے اہم اور نازک ہوتے ہیں، ان کی training پر توجہ نہیں ہے اور اس پر رونا رویا جاتا ہے کہ وسائل کی کمی ہے۔ سول جج کو training کے لیے دو یا تین ماہ سے زیادہ کا عرصہ نہیں دیا جاتا اور اسے لوگوں کے اربوں روپے کے مقدمات کو بندھانے کے لیے کرسی پر بیٹھا دیا جاتا ہے۔ اس چیز کی اشد ضرورت ہے۔ Judicial Academies جس مقصد کے لیے بنائی گئیں، وہ مقاصد حاصل نہیں کر رہیں۔

یہاں subordinate judiciary کا ذکر ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ احتساب کا عمل بڑا compromised ہے with all fairness اور اس میں اتنی مویشگا فیاں ہیں کہ کوئی

complaint آئے بھی تو اس جج کو remove کرتے کرتے ساہا سال لگ جاتے ہیں۔ یہ process revisit ہونے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے ہم قانون سازی کر سکتے ہیں اور ہمیں کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! اس سے آگے آئیں تو اعلیٰ عدالتوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ اسامیاں بڑھادیں، مسئلہ حل ہو جائے گا۔ بطور وکیل 27 سال اس پیشے میں گزارنے کے بعد میری ذاتی رائے میں اعلیٰ عدلیہ میں، High Courts and Supreme Court میں اسامیاں بڑھانا مسئلے کا حل نہیں ہے، یہاں پر مسئلہ capacity کا ہے اور capacity merit سے آتی ہے۔ جب appointments merit سے ہٹ کر ہوں گی اور اس کے mechanism میں حصے بخرے ہوں گے تو مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ جب اعلیٰ عدلیہ کے judges, bar bodies اور حکومتی نمائندے اپنے اپنے حصے لینے پر اصرار کریں گے اور پھر ایک compromised appointments ہو گا اور compromised appointments ہوں گی تو پھر اس معاشرے میں وہی ہو گا جو آج ہو رہا ہے۔ آپ جو product دے رہے ہیں اس نے وہی deliver کرنا ہے جو اس کی capacity ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کسی عدالت میں جا کر بیٹھ جائیں، ایک کورٹ سے دوسری میں جائیں، دوسری سے تیسری میں جائیں، High Courts and Supreme Court میں یہ روز کا مشاہدہ ہے، ہر عدالت کے باہر ایک جیسی cause list آویزاں ہوتی ہے، پندرہ سے بیس cases ہوتے ہیں، ایک ہی جج روزانہ پندرہ میں سے دس case decide کر کے اٹھتا ہے اور اس کی ساتھ والی عدالت کے معزز جج صاحب پندرہ میں سے دو case decide کر کے اٹھتے ہیں اور جو دس cases decide کر کے اٹھتا ہے، ان cases میں by and large ہمارا یہ experience ہے کہ criticism نہیں ہے کیونکہ وہ نیک نیتی کے ساتھ اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق فیصلے کرتے ہیں، ہماری کم علمی، ہماری تربیت کی کمی اور ہماری قانون سے لاعلمی، یہ سب وجوہات ہیں کہ مقدمے decide کرنے کی capacity نہیں ہے اور پھر اس پر تاریخ پر تاریخ لگتی ہے اور ذمہ دار ٹھیک ٹھہرایا جاتا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ ہمارے بھائیوں کی طرف سے بھی cooperation میں کمی ہے اور اس کے لیے ہمیں bar bodies کو on

board کر کے پارلیمنٹ کو قانون سازی میں ان کی مشاورت کے ساتھ مناسب provisions لانی چاہئیں۔ سوائی صاحب باہر کی دنیا میں وکالت کرتے رہے ہیں، ہم لوگ بھی وہاں پر رہے ہیں، وہاں پر ایک سسٹم کے تحت چلتا ہے، سارے dockets بنتے ہیں، اس کے مطابق time allocation ہوتی ہے، یہ چیزیں ممکن ہیں اور کی جاسکتی ہیں۔

میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے اس ایوان سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ ایک بڑا سنجیدہ معاملہ ہے۔ خوش قسمتی سے آپ کی جو قانون و انصاف کی کمیٹی ہے اس میں جو تمام سیاسی اذہان ہیں، ان کی نمائندگی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے جو اچھے legal brains ہیں، مجھے نکال کر، وہ بھی اس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لہذا یہ ایک ایسا سنجیدہ مسئلہ ہے، جس پر کم از کم ایوان بالا کو سنجیدگی دکھانی چاہیے۔ ہمیں ایک reform package پیش کرنا چاہیے، علی ظفر صاحب! جس کو پارلیمنٹ کے سامنے رکھا جائے کہ آئین پاکستان میں یہ تبدیلیاں وقت کی ضرورت ہیں۔ میں بات ختم کرنے سے پہلے یہ بات کروں گا جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ capacity کے issue کے ساتھ ساتھ قانون سازی کا بھی issue ہے۔ ہمارے laws اتنے flawed ہیں جن کی وجہ سے قاتل تو گھر بیٹھ جاتا ہے اور معصوم جیلوں میں رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آدھے منٹ کا ایک واقعہ ہے۔ آج سے پندرہ سال پہلے ایک بچہ، ایک جوان وکیل میرے ساتھ ہائی کورٹ کے corridors میں گھومتے ہوئے کوئی بات کر رہا تھا اور ہم نے وہ فاصلہ چار منٹ میں طے کیا۔ پھر آدھے گھنٹے بعد وہ بھاگتا ہوا میرے دفتر آیا کہ میرے گاؤں میں میرے کزن کے ہاتھوں ایک قتل ہو گیا ہے تو کہیں میرا نام نہ آجائے۔ تو میں نے کہا نہیں بیٹا تم تو یہاں پر میرے ساتھ موجود تھے۔ دو گھنٹے بعد معلوم ہوا کہ اس کو بھی ملوث کر دیا گیا۔ لہذا میں نے ہائی کورٹ کے کیمروں سے CCTV footage حاصل کی اور اس کو ہائی کورٹ کے رجسٹرار نے بھی endorse کیا۔ پھر وہ جس عدالت میں پیش ہوا تھا اس عدالت کی حاضری شیٹ نکلوائی اور پھر میں نے دو اور لوگوں کے ساتھ اس کی صفائی کی گواہی دی۔ ہمارا قانون یہ کہتا ہے کہ یہ جو ضمانت ہے، یہ سرسری شہادت کی بنیاد پر ہوتی ہے اور آپ deeper appreciation نہیں کر سکتے۔ قانون یہ بھی کہتا ہے کہ alibi بھی trial court دیکھ سکتی ہے۔ جناب چیئرمین! وہ بچہ تین

سال جیل میں رہا تھا۔ جیل سے باہر آ کر وہ مجھے فون کرتا تھا کہ میں سبزی بیچوں گا، میں رہڑھی لگا لوں گا لیکن میں وکالت نہیں کروں گا۔ اگر آپ مجھے انصاف نہیں دلا سکتے تو عام اور غریب آدمی کو کہاں سے انصاف ملے گا۔

جناب چیئرمین! ہم یہاں پر تقاریر کر کے اٹھ جاتے ہیں۔ میری اس ایوان سے استدعا ہوگی کہ قوانین میں ترامیم کی اشد ضرورت ہے اور خاص طور پر عدلیہ سے متعلق۔ اگر نظام انصاف بیٹھ جائے اور مجھے یہ confess کرنے میں بطور وکیل قطعاً شرم محسوس نہیں ہوتی کہ ہمارا justice system یعنی نظام انصاف، it is at the verge of collapse. ہمارا یہ قومی اور اخلاقی فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے اختلافات بھلا کر مل بیٹھیں اور ایک جامع package آپ کے سامنے رکھیں، اس کے لیے میری درخواست ہوگی کہ یہ معاملہ Law and Justice Committee کو بھیجا جائے اور اسے time bound کیا جائے کہ اپنی تجاویز پیش کریں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Leader of the Opposition.

Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب چیئرمین! آج جس موضوع پر بات ہوئی ہے، یہ سب سے important issue ہے اور Charter of Democracy which was duly signed by Mohtarma Benazir Bhutto Shaheed and Mian Muhammad Nawaz Sharif. اس کے تحت جب 2008 میں حکومت بنی تو ہماری حکومت نے 85% اس پر عمل درآمد کیا اور اگر باقی 15% پر بھی اس وقت عمل درآمد ہو جاتا تو آج یہ issue یہاں نہ اٹھتا۔ "Justice delayed is justice denied." اس وجہ سے جب 18th Amendment آئی تو اس پر یہاں پر جو ابھی فاضل اراکین نے بات کی وہ بہت مناسب بات کی کہ یہ انصاف آپ کو نچلی سطح پر بھی ملنا چاہیے، صوبوں کی حد تک بھی ملنا چاہیے۔ یہ ایوان House of the Federation ہے اور اس میں چاروں صوبوں کی برابر کی نمائندگی ہے۔ So, this is the proper forum جیسے کہ ایک suggestion آئی ہے کہ اس معاملے کو Parliamentary Committee on

Law and Justice میں take up کیا جائے، تاج حیدر صاحب یہاں پر خود تشریف فرما ہیں، اور اس پر ایک ایجنڈا تیار کر کے یہاں پر debate ہونی چاہیے۔ پھر جب وہ debate یہاں پر ہو تو وہ ایسی debate ہو جس کا پورے ملک پر ایک impact ہوگا کیونکہ it is coming from the Upper House. اسی طریقے پر Charter of Democracy میں بھی Constitutional Court کا ذکر تھا اور اس وقت محترمہ بینظیر بھٹو نے کہا تھا کہ Constitutional Court کا ہونا بہت ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بہت سے cases delay ہوتے ہیں، اگر Constitutional Court بن جائے تو اس میں بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے اور Constitutional matters اس میں جا سکیں گے۔

اسی طریقے سے اسلام آباد ہائی کورٹ بھی میرے ہی دور میں بنی تھی یعنی 2010 میں when I was the Prime Minister. اس کی بھی بہت ضرورت تھی اور ہم نے اس وقت بھی struggle کی اور اس کو ہم نے بنایا اور اس سے بھی عوام کو کافی فائدہ ہوا۔ اسی ہی طریقے پر، میں سمجھتا ہوں there are two laws in one country. میں نے ایک مرتبہ پہلے بھی کہا تھا کہ اب relevant agenda ہے، relevant topic ہے تو اس کو میں reiterate کرنا چاہ رہا ہوں کہ ایک چیئرمین سینیٹ تھے اور ایک Speaker National Assembly تھے۔ Chairman Senate different party سے تھے اور Speaker National Assembly different party سے تھے اور اس کے لئے identical audit paras تھے۔ ان identical paras کے لیے

one was sent to PAC, the other was sent to NAB. Why two laws in one country? Chairman Senate was sent to Public Accounts Committee because audit paras are dealt with at the level of department or in the PAC. Audit paras are not sent to NAB but I was sent to NAB and I was there according to jail manual for 10 years and according to NAB laws 5 years. Why two laws in one country?

پھر اس کے لیے there are remissions. اگر جیل میں خدا نخواستہ کوئی اور گیا ہو تو وہاں اگر آپ سانپ مار لیں تو اس کے لیے معافی ہوتی ہے۔ اگر آپ blood دے دیں تو اس کے لیے بھی معافی ہوتی ہے اور اگر آپ division improve کر لیں تو اس کے لیے بھی remission ہوتی ہے اور اگر آپ qualification improve کر لیں اس کے لیے بھی remission ہے اور اگر آپ کوئی extra qualification کر لیں اس پہ بھی ہو سکتا ہے اور اس سے ہٹ کر قرآن پاک پڑھ لیں اس پر بھی ایک سال کی remission ہوتی ہے مگر for all these things though I was facing rigorous imprisonment کسی چیز کی معافی نہیں تھی۔ عید میلاد النبی کی بھی معافی ہوتی ہے، صدر پاکستان بھی remission دیتا ہے اور Prime Minister بھی دیتا ہے۔ Why two laws in one country? Why there is not one law? مطلب ایک کے لیے علیحدہ law, دوسرے کے لیے علیحدہ law. 23 years کے بعد ایاز صادق صاحب when he was the Speaker told me کہ گیلانی صاحب آپ کا case تو بنتا ہی نہیں تھا۔ میں نے کہا کیسے؟ کہتے ہیں آپ کا audit para 23 تھا۔ Audit paras Public Accounts Committee میں یا relevant department میں آتے ہیں لیکن آپ کو تو دس سال قید ہوگی۔ لہذا اب 23 years کے بعد audit paras ہمارے پاس National Assembly میں اب آئے ہیں۔ مجھے Chief Justice ایک تقریب میں ملے تو میں نے کہا Chief Justice صاحب can you return 10 years of my life? میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ بہت important issue ہے اس کے اوپر ایک national debate ہونی چاہیے اور across the board ہونی چاہیے چونکہ politics is a day to day affair. Opposition will be in the we are on the right side Government in waiting. کل دوسروں کے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے، ہم تو عادی ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی شروع سے یہ cases لڑتی رہی ہے۔ بھٹو صاحب کو پھانسی بھی ہو گئی، ہم عدالتی قتل بھی کہتے ہیں

but we appear before the court, Benazir Bhutto, she used to appear before the court, I used to appear before the

court, Zardari sahib appeared before the court, Raja Sahib used to appear before the court and all our political workers appeared before the court. Even today, I am facing more than 26 cases and appearing before the courts

لیکن ہم بتاتے نہیں ہیں۔ میں اس لیے چاہتا ہوں کہ یہ serious مسئلہ ہے، اس پر debate کی جائے،
Justice delayed is justice denied. آپ کا شکر یہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکر یہ۔ سینیٹر سید شبلی فراز صاحب۔

Senator Syed Shibli Faraz, Minister for Science & Technology

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! آپ کا شکر یہ۔ میں نے کسی وجہ سے button press کیا تھا، میرا خیال ہے کہ میں اس کو postpone کر دیتا ہوں، میں آخر میں کر دوں گا، بڑی مختصر سی بات کرتا ہوں۔ ابھی سابق وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب بات کر رہے تھے، ہم اس سے بالکل اتفاق کرتے ہیں کہ اس ملک میں دو قوانین ہیں۔ شاید interpretation کا فرق ہے جو وزیر اعظم جناب عمران خان صاحب کہتے ہیں اور ہمارے honourable Leader of the Opposition جس طرف اشارہ کر رہے تھے۔ دو قوانین کا ہونا، ہمارے وزیر اعظم اور ہماری حکومت کا موقف ہے کہ یہ نہ ہو کہ کمزور کے لیے ایک قانون ہو اور طاقتور کے لیے دوسرا ہو۔ یہ ایک وہ چیز ہے جس نے اس ملک کے پورے معاشرے کو ایک اضطراب میں رکھا ہوا ہے۔ اس ملک کی ترقی اس طرح نہیں ہو سکی جس طرح اس کا potential تھا۔ ایک شعر ہے کہ،

آواز دے کر چھپ گئی ہر بار زندگی

ہم اتنے سادہ دل تھے کہ ہر بار آگے

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: دوسرا شعر بھی پڑھ دیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جی، ہم یوسف نہ تھے۔ ہماری تحریک انصاف کی حکومت کا جو بنیادی agenda رہا ہے، بنیادی مقصد رہا ہے اور جو struggle رہی ہے، وہ based اسی پر ہے کہ ہم نے اس ملک میں اس culture کو ختم کرنا ہے جس میں again طاقتور کے لیے ایک قانون ہو اور کمزور کے لیے دوسرا قانون ہو۔ وزیر اعظم صاحب نے ہمیشہ اس کا ذکر کیا۔ ابھی ذکر کر رہے تھے کہ عدالتوں میں پیش ہوئے، ہمارے وزیر اعظم آدھے گھنٹے کے notice پر Supreme Court

of Pakistan میں پہنچ گئے، قانون کے سامنے پیشی سے کیا ہماری respect میں کمی آجائے گی۔ ازل سے یہی رہا ہے، اس معاشرے اور دنیا کا یہ ہی طریقہ رہا ہے۔ ہم اگر مغربی ممالک کو دیکھیں کہ وہ ہم سے کیوں آگے ہیں، وہ ہم سے اس وجہ سے آگے ہیں کہ وہ ہم سے بہتر ہیں، وہ اس وجہ سے بہتر ہیں کہ وہاں پر جو انصاف کا نظام ہے، وہ بہت ہی transparent ہے اور ہر شہری، ایک عام شہری قطع نظر اس کے کہ اس کا کس social tier کے ساتھ تعلق ہے، اس کو انصاف ملتا ہے۔ معاشرہ ترقی بھی کر رہا ہے، لوگوں کو opportunities ملتی ہیں، کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہوتی۔ آپ اگر سمجھیں یہ قانون کسی اور کے لیے ہے اور خاص طور پر ذمہ داری حکمرانوں پر ہوتی ہے اور جو حکمران رہے ہیں، ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ عام آدمی کو بتائیں کہ قانون کے سامنے سارے برابر ہوتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ قانون کے سامنے پیش ہونا چاہیے۔ قانون نہیں ہو گا تو پھر anarchy ہو گی، وہ anarchy visible بھی ہوتی ہے اور ایک simmering anarchy بھی ہوتی ہے۔ بد قسمتی سے ہمارا معاشرہ اسی طرف جا رہا ہے جبکہ خاص طور پر دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں کے لیے ایک قانون ہے اور کچھ لوگوں کے لیے دوسرا قانون ہے۔ کتنے ہزار لوگ ہیں، چاہے انہوں نے چھوٹے جرم کیے ہوں، جیسے فیض صاحب نے کہا ہے کہ:

ہے سنگ و خشت مقید اور سنگ آزاد

عدالتوں یا انصاف کی فراہمی میں جو بنیادی فرق ہے، فیض صاحب اس کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ ہماری حکومت ایک complete package لا رہی ہے جس کو Cabinet میں already discuss کیا جا چکا ہے، ہم نے اس میں کچھ اور inputs بھی لئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں، ان شاء اللہ اگلے مہینے تک وہ پیش ہو جائے گا اور Cabinet سے بھی approve ہو جائے گا۔ سینیٹر اعظم تاثر صاحب نے بہت خوبصورت باتیں کی ہیں، میں appreciate کرتا ہوں کیونکہ ہم نے یہ دیکھا کہ جو Law and Justice Committee ہے، اس کے چیئرمین سینیٹر علی ظفر صاحب ہیں اور اس کے ممبران ہیں، اس میں ایک ایسا ماحول ہے کہ ہم ایک non-partisan ہیں، ہم نے جتنے قوانین pass کیے ہیں، ہم نے بالکل consensus سے کیے ہیں۔ ایک بہت اچھا ماحول ہے تو میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ جب یہ package یہاں پر آئے گا اور ہماری Opposition اپنا input دے گی اور ہمارے ممبران اپنا input دیں گے۔ اب وقت آ گیا ہے

کہ ہم انصاف کی فراہمی میں ایسی تبدیلیاں لائیں جس سے عام لوگوں کی زندگیوں میں مثبت اثر پڑ سکے اور یہ ملک آگے ترقی کر سکے۔

میں آخر میں شکریہ ادا کروں گا اور میں صرف record کی درستی کے لیے کہوں گا کیونکہ میں نے یہاں پر floor of the House پر کہا تھا کہ ہم اسی طرح کا Bill لاپچکے ہیں اور میں آدھے گھنٹے میں لاؤں گا اور میں وہ لے آیا تھا تو میں اس کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا کہ ہمارے journalists بھائی اور بہنیں ہیں، ہم ان کی protection کے لیے Bill لاپچکے ہیں جو National Assembly میں approve بھی ہو گیا اور یہ ایک بڑا مضبوط قسم کا law ہے جو ہر aspect کو cover کرتا ہے۔ یہ Bill ہے کہ to promote, protect and effectively ensure the independence, impartiality, safety and freedom of expression of journalist and media professionals” یہ ایک بڑا comprehensive قسم کا law ہے جس میں ان سارے aspects کو cover کیا گیا ہے تو یہ record کی درستی کے لیے تھا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ وہ ہو گیا، وہ ویسے بھی کمیٹی میں دیکھ رہے ہیں، ٹھیک ہے۔ سینیٹر بیرسٹر علی ظفر صاحب۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! آپ کی مہربانی۔ سینیٹر مشتاق احمد صاحب ایک بہت اہم معاملہ سینیٹ کے سامنے لائے ہیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مشتاق احمد صاحب ہمیشہ اہم چیزیں ہی لاتے ہیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: Key programmes کے تحت کیونکہ سینیٹ کے سامنے یہ معاملہ آیا ہے اور یہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے۔ باقی باتیں ٹھیک ہیں لیکن کیا کرنا ہے، ہونا کیا چاہیے اور issues کیا ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں ان معاملوں کو حل کرنے کے لیے 11 نکاتی programme پر Senate as a کام کرنا چاہیے۔ جناب! پہلا issue law reforms ہیں، بہت سارے قوانین ہیں۔ اس میں conflicting باتیں ہیں، confusions ہیں اور اس کا فائدہ جو ہے، criminal justice system میں ملزمان اٹھاتے ہیں اور جو civil side میں فیصلہ جلدی نہیں کرانا چاہتے، وہ اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ

ضروری ہے کہ ہم بیٹھ کر law reforms کے بارے میں غور و فکر کریں۔ دوسرا issue یہ ہے، میں directly اپنے profession پر آتا ہوں، مجھے اس profession میں 35 سال ہو گئے ہیں بلکہ زیادہ ہو گئے ہیں۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارے profession میں خامیاں ہیں اور وہ خامیاں exploit ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے پھر وہی ہوتا ہے کہ justice delayed is justice denied. Bar Councils کا یہ قانون تھا کہ Bar Councils خود regulate کرنا چاہیے، اپنے آپ کو خود regulate اور training کر کے اپنے profession کو بہتر کریں اور اس میں ایسے ethics بنائیں جو کہ دنیا میں مثال ہوں۔ Bar Councils اس میں بہت حد تک fail ہو گئی ہیں، یہ ضروری ہے کہ ہم Bar Councils Act کو بھی تبدیل کریں اور یہاں پر وکلا کی entry کو control کریں، اگر existing professional lawyer میں کہیں بھی نظر آتا ہے کہ وہ کسی قسم کی ethics کی violation کر رہا ہے تو ہم اس کو پھر disbar کریں، یہ ایک بہت ضروری قدم ہے، ہم اس کے بغیر کچھ نہیں کر سکیں گے۔

جناب! تیسرا point عدالتوں کا آجاتا ہے۔ یہاں پر اس کا ذکر ہوا، ہماری عدالتوں کی competency and capacity level specially lower courts میں بہت ضرورت ہے کہ ہم ان کو enhance کریں۔ اس کے لیے بھی regulations and delegated legislation specially improve کرنے کی ضرورت ہے۔

چوتھی چیز of course technology کا استعمال ہے۔ ٹیکنالوجی کے استعمال کا ذکر ہوا اور مشتاق صاحب نے بھی suggestions دیں لیکن اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہم قانون شہادت میں، Civil and Criminal Procedure میں technology کے استعمال کو فروغ دیں اور اسے بہتر بنائیں۔

پانچواں issue بہت ضروری ہے جو کہ judicial appointments کا ہے۔ بہت بات ہوئی اور آپ نے دیکھا کہ recently controversies بھی ہوئیں کہ judiciary کی appointments کس طرح ہوتی ہیں اور ان appointments کے

فیصلے کون کرتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ آئینی ترمیم آئی تھی جس میں ہماری پارلیمنٹ کا بھی role تھا کہ پہلے judicial forum فیصلہ کرتا ہے اور اس کے بعد وہ معاملہ پارلیمنٹ میں آتا ہے لیکن پارلیمنٹ کی اس کمیٹی کو میرے مطابق جو مجھے نظر آتا ہے اسے تقریباً عدالتی فیصلے کے ہی ذریعے rubber stamp بنا دیا گیا۔ ضروری ہے کہ ہم اسے واپس بحال کریں تاکہ پارلیمنٹ کا role واپس judicial appointments میں آئے اور ہم ایک balance create کر سکیں۔

چھٹا process جس کی میں بات کرنا چاہتا ہوں، Federal Court کی بات ہوئی تھی۔ یہ بڑا delicate issue ہے اسے ہم چھوٹی سی debate میں ختم نہیں کر سکتے ہیں۔ پاکستان ایک Federation ہے اور یہ House of the Federation ہے جو ہر صوبے کو برابری کے طور پر represent کرتا ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے پاس تین قسم کے اختیارات ہیں۔ ایک تو وہ criminal side کی اپیل سنتی ہے، دوسرا وہ civil side کی اپیل سنتی ہے لیکن جو تیسرا معاملہ ہے جس پر controversy آتی ہے وہ ہے سپریم کورٹ کی طاقت جسے ہم suo motu کہتے ہیں اگر کوئی fundamental right یا بنیادی حق کا issue ہو اور وہ national importance کا ہو تو سپریم کورٹ اسے لے سکتی ہے۔ اس aspect کا فیصلہ کیا جانا چاہیے کہ کیا اسے Federal Court کو دے دینا ہے تاکہ سپریم کورٹ صرف appellate, civil and criminal work کرے یا یہ jurisdiction خاص Federal body کو دے دی جائے۔ اس پر debate کی ضرورت ہے لیکن ایک چیز صاف ہے جو میرا سا تو اں point ہے اور وہ یہ ہے کہ suo motu power کو regulate کرنے کی ضرورت ہے جو صرف آئینی ترمیم کے ذریعے ہو سکتا ہے جو ہماری responsibility ہے۔

Suo motu jurisdiction کے تحت ہم نے دیکھا کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کئی مقدمات میں ایسے اختیارات استعمال کر لیتی ہے جو ہمارے مطابق یا پارلیمنٹ کے اختیارات ہیں یا وہ executive کے اختیارات ہیں، مثلاً چینی کی prices fix کرنا یہ عدالتوں کا کام نہیں ہوتا، دنیا بھر میں یہ executive کا کام ہوتا ہے۔

نواں point جو میں بتانا چاہتا ہوں، یہاں میرے خیال میں Parliaments کا بھی اور executive, Governments کا بھی قصور ہے جس پر ضرور غور کرنا چاہیے کیونکہ ہم خود بطور پارلیمنٹ gaps چھوڑتے ہیں۔ and nature hates a vacuum. کوئی vacuum چھوڑے گا تو اسے پھر next institution پوری کرے گا اور ہم نے دیکھا کہ جب بھی vacuum آیا تو عدالتوں نے suo motu power exercise کیا۔ اس میں ہماری responsibility ہے کہ ہم vacuum بھی نہ چھوڑیں اور ہم اپنے اختیارات کو پوری طرح استعمال کریں اور insist کریں۔ یہ executive کی بھی job ہے، ہمیں اسے بھی دیکھنا ہے۔

اس کے علاوہ جو آخری چیز میں کہنا چاہتا ہوں جو میرے خیال میں سب سے اہم ہے کیونکہ میں نے justice delayed is justice denied والا یہ سوال بہت سنا۔ یہ بھی بڑا سنتے رہتے ہیں کہ آپ میں یہ غلطی ہے، آپ ٹھیک نہیں کرتے، دکلا خراب ہیں، ججز ٹھیک نہیں، capacity نہیں وغیرہ وغیرہ لیکن میں نے دیکھا کہ باہر ممالک جو ہماری طرح کے ہی تھے انہوں نے کس طرح اس پر قابو پایا۔ وہاں بھی ایسے ہی قوانین تھے، ہماری طرح کے مقدمات تھے، بہت pendency تھی اور لوگوں کو اسی طرح تکالیف تھیں کہ justice is being delayed, لیکن انہوں نے کیا کیا۔ میں جو اپنا آخری point کہنے لگا ہوں یہ بہت اہم ہے، اس پر کسی نے غور نہیں کیا، اگر کسی نے غور کیا بھی ہے تو پوری طرح غور نہیں کیا اور اسے صرف surface پر کیا۔ میں نے دیکھا ہے کہ باہر والے ممالک اور آپ ہمارے پڑوسی ممالک کو بھی دیکھ لیں، پہلے یہ West سے شروع ہوا تھا، انہوں نے ایک parallel judicial system شروع کیا۔ اس parallel judicial system کو انہوں نے mediation, reconciliation and arbitration کا نام دیا۔ انہوں نے اسے as a sister organization treat کیا، ان کی عدالتوں نے بھی اس system کو accept کیا کہ ہمارا بہت سا بوجھ ثالثی اور mediation کے ذریعے طے کیا جائے۔ انہوں نے قوانین بنائے جو ایسے تھے کہ عدالتیں اس system کے ساتھ interfere نہیں کر سکتی تھیں جس کا result کیا ہوا کہ عدالتوں کا 80% سے زیادہ کام جس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ عدالتیں delay کرتی ہیں وہ

کام arbitration and mediation میں چلا گیا اور وہاں سے لوگوں کو انصاف ملنا شروع ہو گیا۔ اس لیے ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اس چیز کو بھی international level پر لے کر جائیں۔ یہ ہم Senators کی responsibility ہے اسی لیے میں مشتاق صاحب کو credit دیتا ہوں کہ وہ ایک ایسا proposal لے کر آئے جو politics سے بالاتر ہے اور میرے خیال میں national interest میں ہے۔

جناب چیئرمین! یہ میرا eleven points programme ہے جس پر میرے خیال میں ہمیں کام کرنا چاہیے اور اگر آپ اس issue کو Law and Justice Committee میں بھیج دیں تو میرے خیال میں اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہوگی کیونکہ مجھے اپنی کمیٹی کے ارکان جو کہ learned Senators ہیں میں دوبارہ repeat کروں گا

there are some of the finest minds in the country and I am sure we will be able to come out with something that this nation should remember in the future. Thank you sir.

جناب چیئرمین: رکن قومی اسمبلی نزہت پٹھان صاحبہ یہاں تشریف رکھتی ہیں، جنہیں ہم ایوان میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ خواجہ سعد صاحب بھی آئے تھے، وہ کہاں چلے گئے؟ یہ بہت اہم issue ہے، مجھے پتا ہے کہ عرفان صدیقی صاحب اور سلیم صاحب بھی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو میری گزارش ہے کہ آپ دونوں کمیٹی میں as a special invitee کے طور پر جائیں اور یہ matter Committee میں discuss کریں۔ جو اراکین اپنی تجاویز دینا چاہیں وہ کمیٹی میں اپنی تجاویز دے دیں۔ جی منسٹر صاحب۔ جناب منسٹر صاحب کھڑے ہو گئے ہیں۔

Mr. Ali Muhammad Khan, MoS for Parliamentary Affairs

جناب علی محمد خان: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں نے تقریباً ایک گھنٹہ کے قریب تو سنا ہے اس لیے مجھے بھی پانچ سے چھ منٹ ضرور سنیے گا۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کیونکہ میں وکیل ہوں، ملک ایک وکیل نے بنایا تھا اور وہ ایک قلم کامز دور تھا۔ پہلی وحی بھی ہم سب کے نبی پاک ﷺ پر بھی علم کے حوالے سے تھی (عربی)، جس نے اس قلم کی عزت کی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ اونچا کیا ہے لیکن پانچ یا چھ بہت اچھی تجاویز یہاں آئی ہیں، میں تو ابند اسی سے کروں گا جو کہ انسانی تاریخ کا ایسا sentence ہے کہ جس جس ملک نے چاہے وہ مسلمان ہے یا نہیں ہے، مثال کے طور پر

in another form Umer Law میں اگر Scandinavian countries practice کیا جا رہا ہے تو اگر آپ اس چیز کو practice کریں گے، انہوں نے اسلام قبول نہیں بھی کیا لیکن وہاں پر امن اور خوش حالی ہے کیونکہ وہ اسلام کے اصولوں پر اپنے ممالک کو چلاتے ہیں۔ یہ وہ طریقہ کار ہے کہ جب شاعر مشرق اپنی Doctorate کر کے واپس آئے اور ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہاں پر اسلام دیکھا اور یہاں مسلمان۔ اسلام نے جو ایک system دیا تھا وہ جہاں جہاں practice ہو گا تو جو sentence ہے وہ کیا ہے، وہ حضور نبی کریم و خاتم النبیین ﷺ کا ہی ہے کہ تم سے پہلے بہت سی قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کیونکہ وہاں طاقتور کے لیے اور قانون تھا اور کمزور کے لیے اور ہوتا تھا۔ آج اگر عمران خان صاحب ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں تو یہ وہی بات ہے۔ ہم اس پر بات تو کرتے ہیں لیکن اس پر عمل کتنا کرتے ہیں، یہ بہت بڑا سوال ہے۔ عدلیہ کے نظام کو judiciary کو ٹھیک کرنا ہو تو ہم automatically judges کی طرف چلے جاتے ہیں۔ میں وکیل ہوں تو میں یہاں پر judges کو defend کرنے کے لیے نہیں کھڑا ہوں، judges میں بھی بے شمار خامیاں ہیں لیکن جناب یہ isolation میں نہیں ہو گا کہ ہم کھڑے ہو کر judges کو condemn کرنا شروع کر دیں، اس طرح نہیں ہو گا۔ آج جو بات سینیٹر علی ظفر صاحب نے کی ہے اور جس طرح سے تارڑ صاحب جو کہ ابھی باہر تشریف لے گئے ہیں جو senior practicing وکیل اور senior advocate Supreme Court ہیں ان کی جو تجاویز ہیں، میری ایک سیاسی کارکن اور قانون کے طالب علم کے طور پر ایک ادنیٰ سی رائے ہے کہ عدالتی انصاف تب تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ معاشی اور معاشرتی انصاف کے ساتھ اسے نہیں جوڑتے۔ اگر آپ کی کسی بھی حکومت کے گورننس میں issues ہیں، میں آپ کو اپنی وکالت کے چھوٹے موٹے تجربے کے حوالے سے بیان کروں گا کہ جو انصاف آپ ایک عدالت سے ایک سال میں لیتے ہیں، جس کے لیے تاج حیدر صاحب! پتا نہیں کتنی تاریخیں آپ کو بھگتنا پڑتی ہیں، آپ کو گواہ لانے پڑتے ہیں، آپ کو پتا نہیں کیا کیا پاڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ اگر انتظامیہ انصاف پر چلے تو وہ آپ کو ایک دن میں انصاف فراہم کر دیتی ہے جو عدالتوں سے ملنے میں آپ کو وقت لگتا ہے۔ لہذا، یہ سارا کام ہم نے مل کر کرنا ہے۔

ہمارے معاشرے کا ایک المیہ ہے۔ ہم میں دورنگی اور منافقت ہے۔ ہم انصاف چاہتے ہیں، اپنے لیے انصاف چاہتے ہیں لیکن جب انصاف کرنے کا موقع آتا ہے، پھر نہیں کرتے۔ اس کی ایک simple example میں آپ کو دیتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں ایک واقعہ ہو جاتا ہے، اگر خاتون سے ہو جاتا ہے تو ہم honour killing میں جا کر اس بچی کو مار دیتے ہیں کہ میری عزت کا مسئلہ ہے، اپنی بیٹی کو جا کر مار دیتے ہیں لیکن اگر اپنے بیٹے سے ہو جائے تو کہتے ہیں کہ نا سمجھ ہے، اسے پھر بچاتے ہیں، اس کے لیے سپریم کورٹ تک کیس کرتے ہیں۔ کیا یہ منافقت نہیں ہے؟ کیا اسے کوئی جج آ کر ٹھیک کرے گا؟ اسے کون آ کر ٹھیک کرے گا؟ کیا ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کی یہ تعلیمات ہیں؟ ان کی تو میں آپ سے اشارتاً ایک بات کروں گا، تفصیل میں نہیں جاتا، وقت بھی نہیں ہے، نہ یہ بات کرنے کے لیے میں مناسب آدمی ہوں، علمائے کرام بیٹھے ہیں، وہ یہ بات کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا آپ سے غلطی ہو گئی ہوگی، کیا ہم ان باتوں پر جاتے ہیں۔ ہم بڑی بات کرتے ہیں کہ ہم نے آزادی حاصل کی، کیا ہمارے ذہن آزاد ہیں؟ آج بھی کیا ہم انگریزی بولنے کو علم کا معیار نہیں سمجھتے؟ میری اپنی وکالت کی ڈگری پاکستان اور لندن دونوں کی ہے، ان شاء اللہ ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بھی بول سکتا ہوں۔ انگریزی سیکھیں اور بولیں، فخر کے لیے نہیں بلکہ علم کے لیے۔ آج بھی انگریزوں کا پہناوا پہن کر اور اس کی بولی بول کر ہم فخر محسوس کرتے ہیں۔ آپ کو سوٹ پسند ہے، بالکل پہنیں لیکن جو سسٹم ہمیں ملا ہے، آپ سن لیں، آپ کو بڑی تکلیف پہنچتی ہے، میں نے تو پاکستان سے بھاگے ہوئے کسی لیڈر کی بات نہیں کی، آپ کو ہمیشہ تکلیف پہنچتی ہے اور پھر مجھے بات کرنی پڑتی ہے۔ میں نے تو نہیں کہا کہ پاکستان کا کوئی سابق وزیر اعظم آئین کو نہیں مانتا، باہر بیٹھا ہے، میں تو نہیں کہہ رہا بلکہ اسلام آباد ہائی کورٹ کہہ رہی ہے۔ کیوں معاملے کو بگاڑتے ہیں؟

میں آپ سے عرض یہ کر رہا ہوں کہ 1947 میں جب ہم نے آزادی حاصل کی، مشتاق صاحب میری بات کو support کریں گے، کیا ہم نے اپنے ملک کے لیے indigenous law بنایا؟ کیا ہم نے اپنے ملک کے court structure کو ٹھیک کیا؟ کیا ہم نے اپنے ملک کے لیے اس قانون شہادت جو Evidence Act ہمارا انگریز کے زمانے سے چل رہا تھا، جسے بعد میں پاکستان Penal Code کا نام دیا گیا کیا وہ Indian Penal Code نہیں تھا؟ کیا 1800 کے ہمارے laws آج تک نہیں چل رہے؟ کیا انہیں جج آ کر ٹھیک کریں گے؟ جج law

making نہیں کر سکتا، وہ آپ نے اور میں نے کرنا ہے۔ یہاں پر ہم تو تکرار میں پڑ جاتے ہیں۔
آپ اس کو law بنا کر دیں۔

There is a law which is basically the responsibility of the Parliament; judges can only give you precedence which is called judgement law.

ان کا کام نہیں ہے، ہمارا کام ہے۔

میں آپ سے آج کی بات کرتا ہوں۔ یہاں پر بات ہوئی کہ ججز کی تنخواہیں کم کریں اور فلاں کریں۔ Lower courts کی جو حالت ہے، جس حالت میں سول ججز کام کر رہے ہیں، میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔ سخت گرمی میں ان کی عدالت میں 100 کے قریب بندہ کھڑا ہوتا ہے اور چھوٹا سا لگا ہوتا ہے۔ ان عدالتوں میں پیش ہونے والے وکلا کو بھی میں سلام پیش کرتا ہوں۔ آج جب ہم پاکستان کے judicial system کو ٹھیک کرنے کی بات کر رہے ہیں تو ان وکیلوں پر ضرور توجہ دیں، اس حالت میں کوئی جانوروں کو نہیں رکھتا، ہمارے بے چارے وکلا حضرات پکھریوں میں جس حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں چونکہ خود اس سسٹم سے نکلا ہوا ہوں، مجھے پتا ہے جس حالت میں ایک وکیل کو وہاں پر رہنا پڑتا ہے۔ یہاں survival of the fittest والا معاملہ ہے۔ ہم کریں گے، سب کچھ خان صاحب نے کرنا ہے، عمران خان ہی ٹھیک کرنے آیا ہے، آپ کا تو کوئی کام نہیں تھا۔ آپ کا کام تھا، بد قسمتی سے میں کوئی سخت بات دوبارہ کروں گا تو آپ کو تکلیف پہنچے گی، آپ پاکستان کے نظام کو ٹھیک کر دیتے نا۔ یوسف رضا گیلانی صاحب میرے لیے محترم ہیں، آپ قائد حزب اختلاف ہیں، آپ سابق وزیر اعظم ہیں لیکن جب آپ کی حکومت آئی تو آپ نے کیا کیا۔ یہاں پر بات نہیں کرنے دی جاتی، ان میں سچی بات سننے کا حوصلہ نہیں ہے، مجھے افسوس ہے گیلانی صاحب! آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی، ابھی آپ اپوزیشن لیڈر ہیں لیکن جب آپ کی حکومت آئی، پانچ سال آپ کی حکومت رہی، 2008 سے 2013 تک پاکستان میں آصف علی زرداری صاحب صدر پاکستان تھے، آپ خود وزیر اعظم تھے، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی جب آپ خود وزیر اعظم بنے تو آپ نے اس law کو ٹھیک کرنے کے لیے کیا کیا؟ آج آپ ہمیں یہاں یوسف علیہ السلام کے قصے سننے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں آپ وزیر اعظم تھے، آپ نے کیا کیا؟ میاں صاحب! آپ نے اس ملک سے باہر دس سال جلا وطنی میں

گزارے، مجھے افسوس ہے، میں اس عمل کو کبھی بھی support نہیں کر سکتا جو ایک dictator نے نواز شریف صاحب سے کیا لیکن نواز شریف صاحب جب وزیر اعظم بنے تو انہوں نے اس نظام کو ٹھیک کرنے کے لیے کیا کیا۔

جناب چیئرمین! ایسے نہیں ہوتا۔ اب ہم تھوڑا practical تجاویز کی طرف آتے ہیں۔ یہاں پر باتیں ہوئیں، کچھ اچھی تجاویز بھی آئی ہیں۔ تمام مقررین نے فیڈرل کورٹ کی بات کی ہے، تارڑ صاحب نے بھی بات کی ہے، تاج حیدر صاحب نے بھی بات کی ہے اور ہمارے حکومتی benches سے علی بھائی نے بھی بات کی۔ دیکھیں، یہ بڑے زمانے سے ایک بات چل رہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بالکل discussion ہونی چاہیے کہ ایک constitutional court ہو تاکہ جو عوام کے بے شمار cases سپریم کورٹ آف پاکستان میں pending ہیں، ان پر ادھر توجہ دینے کا موقع مل جائے اور ہم اپنے constitutional issues کو وہاں پر out کر سکیں۔ اس سلسلے میں یہ سوچ بالکل موجود ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ابھی بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی جو اس وقت کی حکومت ہے، اس نے تین چار بڑے بنیادی steps لیے ہیں۔ ہمیں انگریز کے چھوڑے ہوئے قانون میں سب سے بڑا مسئلہ کیا تھا؟ سب سے بڑا مسئلہ ہمیں دیوانی کیسز میں ہوتا تھا۔ مجھے آج بھی یاد ہے 2011 میں ایک کیس کو دیکھ رہا تھا، میرے استاد محترم فوت ہو گئے تھے، اس لیے ان کے کیسز مجھے دیکھنے پڑتے تھے، میں 2011 میں ایک کیس کو دیکھ رہا تھا، 1972 کا کیس میری table پر آ گیا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ اس کی بس تاریخ بدلو۔ سول کیسز میں یہ جو مسئلہ ہمارا رہا کہ پچیس پچیس، تیس تیس سال کیس چلتا ہے۔ ابھی یہاں پر جو بات ہوئی، مشتاق صاحب نے بھی بات کی اور میرے خیال میں تارڑ صاحب نے بھی اس پر بات کی کہ آپ کے کیسز پر آپ کو نہیں بلکہ آپ کے پوتوں کو اس کا فیصلہ سننے کا موقع ملتا ہے۔ اس حوالے سے ہماری اس حکومت نے ایک بنیادی فیصلہ کیا ہے کہ آپ کے سول کیسز تین سال سے آگے نہیں چلیں گے۔ یہ ایک بنیادی step ہے۔ صرف باتیں نہیں بلکہ کام ہونا چاہیے۔ میں criminal law reforms کی بات کر رہا ہوں، مجھے خود اس کمیٹی کی کچھ مینٹنگز میں شرکت کا موقع ملا۔ میں Cabinet Committee on Legislative

Business کی بات کر رہا ہوں۔ وہاں سے ہمارا سب سے بڑا مسئلہ criminal laws کا تھا۔ اس حوالے سے تارڑ صاحب نے آج اپنے ایک شاگرد کی بات کی کہ ان کا شاگرد ادھر تھا، اس بے چارے کو تین سال جیل کاٹنا پڑی۔ آپ کی حکومت اب اس حوالے سے بہت بڑی یعنی mega reform لے کر آرہی ہے کہ قانون شہادت میں ہم ایک change لے کر آرہے ہیں کہ بجائے تاریخوں پر تاریخیں دینے کے، فلاں گواہ موجود نہیں ہے جس کو لانے کے لیے آپ کو قائل کرنا پڑتا ہے، بڑی مشکل سے آپ کا گواہ تیار ہوتا ہے، ادھر سے prosecutor نہیں ہوتا، now you can take evidence through video جو دنیا میں ہو رہا ہے، ہماری حکومت یہ کام کرنے کے لیے آرہی ہے۔ ساتھ میں DNAs کے لیے ایک سسٹم لے کر آرہی ہے۔ میں اس سلسلے میں appreciate بھی کرتا ہوں کہ DNA checking کے ذریعے جس طرح ہمارے پاکستان کے تمام علاقوں میں اور جس طریقے سے خیبر پختونخوا پولیس نے کچھ DNA cases میں جس طرح prosecution کے لیے جو cases تیار کیے ہیں، مہینوں کے cases کو ہفتوں میں تیار کیا گیا اور وہ چیز اب ماشاء اللہ، پنجاب میں بھی آگئی ہے۔ اس سے پہلے جو بچیوں کے rape کے cases ہوئے، جو کیس زینب نامی بچی کے ساتھ ہوا اور جسے بڑی مشکل سے حل کیا گیا، اس میں ابھی ایک بڑی development ہوئی ہے۔ زینب الرٹ بل بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اپنی بات کو wrap up کرتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ پہلے دو اڑھائی سالوں میں reform کی جو speed ہونی چاہیے تھی، شاید وہ نہیں ہے لیکن کچھ کام کرنے میں وقت لگتا ہے، دیر ہوتی ہے کیونکہ civil law reforms یعنی 1800 اور 1900 کے قوانین تھے، جو آپ تین تین چار چار مرتبہ حکومتیں اور وزیر اعظم بنا کر بھی نہیں کر سکے، وہ reforms ہم آپ کو ان شاء اللہ، اڑھائی تین سالوں میں کر کے دے رہے ہیں۔ ان شاء اللہ، 2022 جب شروع ہوگا، آپ کا civil law, criminal law and Evidence Act سب کو ہم reform کر رہے ہیں۔ آخر میں آپ کی اجازت سے صرف دو تین لائسنس پڑھنا چاہوں گا، جو law کی بات چل رہی ہے، جو پاکستان کے legal system کو reform کرنے کی بات چل رہی ہے، خدا را! جس نے ملک بنا کر دیا تھا، جو اتفاق سے ایک بہت بڑا constitutional lawyer بھی تھا، خدا را! اس کی باتوں کو تو یاد کرتے چلیں۔ Sub-continent کے ایک

بڑے constitutional lawyer, founder of Pakistan نے Karachi Bar Association میں 25th January, 1948 کو خطاب کیا تھا، ہم ان چیزوں کو بھول گئے تو اللہ نے ہمیں ثریا سے زمین پر دے مارا ہے۔ انہوں نے کہا کہ:

“Why this feeling of nervousness that the future Constitution of Pakistan is going to be in conflict with Shariat laws. Islamic principles today are as applicable to life as they were 1,300 years ago. Islam and its idealism have taught democracy. Islam has taught equality, justice and fair play to everybody. What reason is there for anyone to fear democracy“

کہ democracy سے نہ ڈریں لیکن

“equality, freedom on the highest standards of integrity and in the basis of fair play and justice for everybody. Let us make it (the future Constitution of Pakistan). We shall make it and we shall show it to the world. The Prophet (PBUH) was a great teacher. He was a great law-giver, he was a great statesman and he was a great Sovereign who ruled, no doubt there are many people who do not quite appreciate when we talk of Islam.”

آخری بات ہے کہ

“Islam is not only a set of rituals, traditions and spiritual doctrines; Islam is also a code for every Muslim which regulates his life and his conduct in every politics, in economics and the like. It is based on highest principles

of honour, integrity, fair play and justice for all, the qualities of equality, liberty and fraternity are the fundamental principles of Islam.”

آخری بات یہ ہے کہ جتنا بھی دور بھاگیں گے، جتنا بھی ادھر ادھر بھاگیں گے، آپ کو برطانیہ، امریکہ سے relief نہیں ملے گا، آپ کو اسلام سے relief ملنا ہے، اسلامی سزاؤں کی طرف جائیں گے تو rapes ختم ہوں گے، اسلامی سزاؤں کی طرف جائیں گے تو ملک ٹھیک ہو گا کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم سے پہلے بہت ساری قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ طاقتور کے لیے قانون اور جبکہ کمزور کے لیے قانون اور۔ یہاں بڑی باتیں کرنے سے بہتر ہے کہ ہم اپنا گھر ٹھیک کریں، جس کا لیڈر فراری ہے، اس کو واپس لائیں اور اگر ہم میں کوئی corrupt ہے تو ہم اس کا احتساب کریں۔

Mr. Chairman: Thank you. Motion has been talked out.

یہ resolutions ہیں، انہیں پانچ منٹ میں لے لیتے ہیں ورنہ یہ رہ جائیں گی۔

Order No. 42 stands in the name of Senator Seemee Ezdi, please move the resolution.

Resolution moved by Senator Seemee Ezdi regarding measure to overcome pollution in the country

Senator Seemee Edzi: Mr. Chairman, I beg to move that this House recommends that the Government should take immediate measures to reduce the level of air pollution caused by transport, energy and industrial sectors by converting these to high quality Euro-V fuel on emergency basis in those sectors where Euro-II is being used.

Mr. Chairman: Minister Sahiba, is it opposed?

Ms. Zartaj Gul (Minister of State for Climate Change): No sir.

Mr. Chairman: Thank you. Now I put the resolution before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The resolution is passed unanimously and thank you dear sister Zartaj Gul

کہ آپ نے کچھ نہیں بولا۔

Order No. 43 stands in the name of Senators Saleem Mandviwalla, Palwasha Mohammad Zai Khan, Sajid Mir, Kauda Babar, Saadia Abbasi, Dilawar Khan, Mushtaq Ahmed, Taj Haider, Syed Muhammad Sabir Shah, Dr. Asif Kirmani, Moula Bux Chandio, Shahadat Awan and Muhammad Akram. Saleem Mandviwalla Sahib, please move the resolution.

Resolution moved by Senator Saleem Mandviwalla on a selfless and relentless sacrifice of Shaheed Wing Commander Nauman Akram

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ اسلام آباد میں ایک 23rd March crash plane while practicing ہوا تھا۔

It was actually the person crashed in that plane, nobody knows this why he died in that plane because he could have easily saved himself. It was Wing Commander Nauman Akram. He was a carrier officer in PAF and one of the very good pilots of PAF. He was born on 25th January 1979 in Sialkot. He served in different PAF bases, flew all types of aircrafts, due to his better performance he was selected as F-16 aircraft commander. He served at flying school as Instructor; he stood first in senior command and staff course. He was declared the first pilot of PAF in 2019 competition. He was awarded Sher Afgan Trophy on that occasion; only seven pilots have got this trophy in history of PAF.

On March 11, 2020 during rehearsal of 23rd March Parade, he embraced Shahadat, in an effort to save life and property of Islamabad. He could have ejected from the plane but instead he guided the aircraft towards woods of Shakarparian, a hill resort in Islamabad and crashed the plane. Had he ejected the jet, it would have crashed over populated Blue Area and Pak-China Centre in Islamabad. He preferred to lay down his life and save the lives of Pakistanis. He was awarded Sitara-i-Basalat for sacrificing his life in the national cause.

I visited the house of this great commander and visited his family. I visited his father and they desired that I would present this resolution in the Senate of Pakistan and that is why I am presenting this resolution.

جناب چیئرمین: جی resolution پڑھیں۔

Senator Saleem Mandviwalla: Sir, the resolution is as follows:-

“The House pays tribute to selfless and relentless sacrifices of Shaheed Wing Commander Nauman Akram who sacrificed his life to save the lives of residents of Islamabad and embraced Shahadat on 11th March, 2020 during rehearsal for the Pakistan Day Parade in his F-16 aircraft. He could have ejected the plane to save his life but instead he guided the aircraft towards the woods in Shakarparian. Had he ejected the jet, it would have crashed over the populated area and would have left to massive damage and casualties.

The House honours his sacrifice and recommends that "CHAND TARA CHOWK" near Shakarparian, Islamabad be named as WING COMMANDER NAUMAN AKRAM Shaheed, (Sitara-i-Basalat) CHOWK. Thank you.

Mr. Chairman: The honourable Minister of State for Parliamentary Affairs, is it opposed?

جناب علی محمد خان: جناب چیئرمین! ہم اس کو oppose نہیں کرتے بلکہ ہم اسے اس شعر کے ساتھ fully support کرتے ہیں کہ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ہم آپ کو appreciate کرتے ہیں کہ آپ ان کے گھر گئے ہیں۔ ہم اسے 100% support کرتے ہیں کہ اس چوک کا نام شہید کے نام پر رکھا جائے۔

Mr. Chairman: Now I put the resolution before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The resolution is passed unanimously. Order No. 44 stands in the name of Senators Mushtaq Ahmed, Syed Ali Zafar and Saleem Mandviwalla. Ali Zafar Sahib,

آج ماشاء اللہ مشتاق صاحب نے بہت Bills etc. پیش کیے ہیں۔ جی۔

Senator Syed Ali Zafar: Thank you, Mr. Chairman. I am putting forward this resolution not just as a tribute to one of the greatest saviours' of our nation but I am putting this resolution before this august House, the House of the Federation, the Senate of Pakistan, so that this resolution will thunder and resonate across the world, that is why I am speaking in English. It will tell

everyone that we, the people of Pakistan never forget our hero, who through his efforts made us a nuclear state. In spite of all odds made us and provided Pakistan with an unassailable security defence and unassailable security sheet.

This resolution, if we pass it today in this august House, it will send the message to everyone, a loud and clear message that we, the people of Pakistan are the true custodians and protectors of our nuclear arsenal.

جناب والا! میں بات کر رہا ہوں محسن پاکستان، son of the soil, the father of Pakistan's nuclear bomb کیو خان صاحب کی۔ جناب والا! یہ بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ کچھ لوگ ہیں جن کو خراج تحسین کی ضرورت ہی نہیں ہے، وہ اس سے بالاتر ہیں، ڈاکٹر اے کیو خان ایسی ہی شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی ہمیں جو کچھ دیا اور جو کچھ کیا، انہوں نے پاکستان کی تاریخ میں اپنی شناخت پیدا کر لی۔ He was a legend اور legends کبھی نہیں مرتے، legends محبت کرنے والوں کے دلوں میں، ان کی یادیں اور ان کے احسانات ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ جناب! Dr. Khan Sahib raised a very important question جو آج بھی زندہ ہے اور میں چاہوں گا کہ سینیٹ کو وہ message سنائیں تاکہ دنیا بھی سنے۔ انہوں نے سوال پوچھا he asked the question from the Western powers is, they can have the nuclear bomb for their security then how can others be denied the same security. جناب چیئرمین! دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کے لیے بہت مشکل وقت تھا جس وقت یہ nuclear programe چل رہا تھا، دنیا مانتی ہے کہ نہ ہمارے پاس دولت تھی، نہ سرمایہ تھا، نہ سائنسدانوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا اور اس کے ساتھ دنیا کی جتنی super powers تھیں وہ اس پروگرام کو ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھیں۔ ان ساری مشکلات کے باوجود دنیا مانتی ہے کہ ڈاکٹر اے کیو خان نے پاکستان کو اسلامی دنیا کا پہلا atomic power اور دنیا کی seventh atomic power بنوایا۔

جناب چیئرمین: ایک چیز جو انہوں نے پروگرام کے ساتھ ثابت کی اور یہ بھی ثابت کیا اور ایک بڑی "Critical Mass" famous book ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے، آپ نے بھی سنا ہوگا کہ جو پاکستان نے کر دیا it is exceptional اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ یہ قوم ہی عجیب ہے جو ان مشکل حالات میں بھی ایسی طاقت بن گئی اور اس لیے میں کہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے جو ہمیں بڑا تحفہ دیا it is of self-belief کہ اگر ہم اکٹھے ہو جائیں politics سے بالاتر ہو جائیں، national interest میں کام کریں تو ہر ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں۔ میری ان سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب Netherlands کی حکومت نے US and Israeli government کے کہنے پر ان کے خلاف ایک جھوٹا اور بے بنیاد مقدمہ Netherlands ہی میں داخل کر دیا اور انہیں یکطرفہ سزا بھی سنا دی۔ جہز ضیاء الحق نے انہیں کہا کہ آپ کو یہ کیس defend کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ appeal file کرنے کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ آپ نے کہاں باہر جانا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ نہیں میں نے S. M. Zafar Sahib کو وکیل کر لیا ہے وہ Netherlands میں اپیل دائر کریں گے اور وہ میرے لیے، میری ذات کے لیے نہیں کریں گے کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ جب ہم یہ nuclear programme successfully achieve کر لیں تو لوگ یہ انگلی اٹھائیں کہ پاکستان کا nuclear program چوری پر مبنی تھا، وہ اپیل ہم جیتے۔

(Desk thumping)

اس کے بعد میری ملاقاتیں رہیں پھر انہوں نے مجھے اس وقت وکیل کیا جب پرویز مشرف صاحب کی حکومت میں ان کو house arrest کیا گیا تو ہم High Court گئے اور High Court میں ہم نے کیس جیتا، ہائی کورٹ کے order کے باوجود بد قسمتی سے ان کو virtually house arrest میں ہی رکھا گیا۔ ان کی ایک خواہش تھی اور یہ resolution اس خواہش کا ایک حصہ ہے جو شاید ان کی زندگی میں پوری نہیں ہو سکی۔ وہ کہتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ میری خواہش یہ ہے کہ ہم اپنے سائنسدانوں کو اتنی عزت دیں، اتنی recognition دیں کہ ہمارے نوجوان شوق سے اور بھرپور طریقے کے ساتھ سائنسدان بنیں، ہم اپنے سائنسدانوں کو کیوں ان کی محنت کے مطابق recognition نہیں دیتے تاکہ اور لوگ سائنسدان بننا چاہیں۔ اس لیے آپ

دیکھیں گے کہ اس resolution میں، میں نے دو چیزیں کہی ہیں اور یہ ہم تینوں نے مل کر کی ہیں۔ یہ دو چیزیں ہیں، ایک چیز شاید میں بھول گیا، وہ میں ذکر کروں گا لیکن ایک تو ہم نے اس میں یہ کہا ہے کہ ہمارا جو curriculum ہے اس میں ہر province میں بھی اور national level پر بھی ان کی detailed factual history کو شامل کیا جائے تاکہ لوگوں میں امید پیدا ہو کہ ہم بھی سائنسدان بن سکتے ہیں اور دوسری درخواست میں نے یہ کی تھی کہ یونیورسٹی میں ان کی ایک کرسی مقرر کی جائے لیکن جو تیسرا point میں کہنا چاہتا تھا اور مجھے امید ہے کہ سینیٹ اس وقت اس پر بھی غور کرے گا اور اسے resolution میں شامل کرے گا وہ یہ ہے کہ in recognition of our scientists we should have their picture on our currency notes and stamp papers یہ ہوگا کہ

this is the most largest recognition that the nation can give to their heroes and scientists. So, I would want to put that resolution with this. I will read the resolution which we have drafted.

جناب چیئرمین: جی پڑھیں۔

Resolution moved by Senator Syed Ali Zafar on the sad demise of Dr. Abdul Qadeer Khan and acknowledgment of his contribution for Pakistan

Senator Syed Ali Zafar: "The House expresses deep sorrow and condolences on the demise of the great patriotic Pakistan's nuclear scientist Dr. Abdul Qadeer Khan. The House acknowledges the exemplary role of Dr. Abdul Qadeer Khan as the father of Pakistan's nuclear programme, who made the security of Pakistan invincible by transforming Pakistan into the first nuclear power in the Muslim world. The House appreciates the role of Dr. Abdul Qadeer Khan as man of honour for his country and

Islam who established many educational institutions, hospitals and Masjids throughout the country.

In view of his unprecedented and untiring efforts in the security and service of Pakistan, Islam and humanity, the House recommends the following:

- (i) The Government may establish a University of Science and Technology in the name of Dr. Abdul Qadeer Khan;
- (ii) ii) The Government may appoint a Chair in the Ghulam Ishaq Khan Institute in the name of Dr. Abdul Qadeer Khan; and
- (iii) iii) The life and struggles of Dr. Abdul Qadeer Khan may be included in the national educational curriculum at Federal and Provincial levels and with this you may add the fourth suggestion that I had made, thank you very much.

Mr. Chairman: I now put the resolution before the House.

(The resolution was adopted)

Mr. Chairman: The resolution is passed unanimously. Order No.45 stands in the name of Senator Zeeshan Khan Zada. Please move the resolution.

جناب! قرارداد پڑھیں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! صرف ایک منٹ میں، میں یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ

قرارداد کس حوالے سے ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: یہ قرارداد منشیات کے خلاف ہے اور وہ منشیات جن سے ہمارے اسکول کے بچے ٹارگٹ ہو رہے ہیں اور ہمارے معاشرے کو کافی نقصان ہو رہا ہے۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ اس سے پہلے بھی اس ہاؤس میں اس پر بات ہوئی ہے بلکہ میں ساتھ میں یہ ضرور کہوں گا کہ 2015 یا 2016 میں یہ بات Senate Standing Committee میں بھی discuss ہوئی تھی جس میں ایک NGO نے یہ بتایا کہ کم از کم 50 فیصد ہمارے private schools کے بچے منشیات میں involved ہیں اور اس پر انہوں نے کچھ recommendations دی تھیں۔ جناب چیئرمین! آپ کی توجہ بس ایک منٹ کے لیے چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی آپ کی طرف ہے۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ وہ recom- recommendations basically performance based ہوتی ہیں جن سے لوگ اپنے اداروں سے توقع کرتے ہیں جس طرح پولیس کا ادارہ ہے اور جب وہ اتنا اچھا perform نہیں کر پاتے اس لیے ہمیں systems بنانے چاہئیں۔ جو قرارداد میں لے کر آیا ہوں اس میں میری حکومت سے یہ درخواست ہے کہ اگر اسکولوں میں بچوں کی سال میں دو مرتبہ testing ہو جس سے ہمیں یہ پتا لگے گا کون کون سے بچے منشیات میں involve ہیں یا نہیں ہیں، یہی basically اس قرارداد کا aim ہے، میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

Mr. Chairman: Minister Sahib, is it opposed?

پہلے منسٹر صاحب سے پوچھ لوں پھر اکٹھا ہی پڑھ لیں تاکہ put کر سکیں، جی۔

جناب علی محمد خان: جناب! اس پر شفقت صاحب کی منسٹری کی طرف سے ایک دو recommendations ہیں اگر ان کو add کر لیں۔ ہم اس کو in principle oppose نہیں کرتے ظاہر ہے اس کو کون oppose کر سکتا ہے لیکن جو mandatory بنا رہے ہیں کہ students کو سال میں two times test کیا جائے تو اس کی کچھ

implications ہوں گی۔ میں ایک دو باتیں کر دیتا ہوں، ایک تو یہ ہے کہ اس کے لیے ہم کوئی کمیٹی بنا دیں۔

جناب چیئر مین: سینیٹر صاحب! آپ ایسا کریں کہ مہربانی سے منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اسے redraft کریں پھر میں اسی دن ہاؤس میں لے آؤں گا۔

جناب علی محمد خان: آپ بے شک اسے پاس بھی کر دیں لیکن ایک بات کا خیال رکھیے گا جو ہماری recommendation ہے کہ اگر redraft کرنا چاہیں تو اس میں یہ ضرور کریں کہ جو drug test recommend کر رہے ہیں تو in drug test the privacy of those students is of utmost importance. God forbid کسی بھی student کا positive test آجاتا ہے تو اس کی اسکول میں، colleagues میں stigmatization ہوگی لہذا وہ نہ ہو کیونکہ privacy of the student is of utmost importance تاکہ ایک ایسے mechanism کے ذریعے اسے treat کیا جاسکے کہ اس کے دوستوں کو بھی علم نہ ہو۔ بہر حال we support the spirit لیکن there are many things جو اس میں مزید کرنے والی ہیں۔ شکر یہ۔

جناب چیئر مین: اچھی suggestions ہیں۔ جی، ذیشان خانزادہ صاحب۔ سینیٹر ذیشان خانزادہ: میں بالکل اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس میں کافی مشکلات ہوں گی۔ یہ ایک قرارداد ہے۔ قرارداد پر حکومت کس حد تک action لے سکتی ہے۔ کتنا یہ قرارداد practical ہے۔ یہ تو حکومت پر ہے۔ جناب چیئر مین! یہ ایک general قرارداد ہے۔

جناب چیئر مین: جی، قرارداد پڑھیں۔

Senator Zeeshan Khan Zada: "The House recommends that the Government should make Substance Abuse Testing mandatory twice per year in the educational institutions in Islamabad Capital Territory to save youth from all types of drugs, making parents and school administration remindful of their duty towards the young generation and providing the law enforcement agencies access to drug traffickers."

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

جناب علی محمد خان: یہ بڑی اچھی spirit میں لا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میری request ہے۔ میری recommendation ہے کہ یہ unanimous ہو نا چاہیے۔ اپوزیشن والوں کی اس میں کچھ reservations ہیں۔ ان کو بھی سن لیں۔ دونوں ایوانوں سے میری یہ ایک عاجزانہ درخواست ہوتی ہے کہ آپ بے شک resolutions بے شمار پاس کریں لیکن صرف وہ resolution آپ پاس کریں کہ جس پر عمل بھی ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری resolutions سدا بہ صحرا ہوں۔ جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا۔ یہ House of the Federation ہے جو اس لحاظ سے زیادہ important ہے۔ میں تقابلی جائزہ پیش نہ کرتا لیکن یہاں پر equal representation ہے۔ یہاں سے اگر کوئی resolution پاس ہو تو پھر عمل بھی اس پر ہو اور لوگ اس کا نوٹس بھی لیں۔ یہ نہ ہو کہ resolutions پاس ہو رہی ہیں اور بس پاس ہو رہی ہیں۔ اس پر ان سے recommendations لے لیں۔ اگر اس سے یہ agree نہیں کرتے تو redraft کر کے اگلی مرتبہ پیش کر دیں تاکہ یہ متفقہ منظور ہو۔

جناب چیئرمین: سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! کیا یہ کمیٹی میں جائے گا؟

جناب چیئرمین: آپ بیٹھ جائیں۔ اس کو redraft کر کے پھر اس کو ہاؤس میں لے

آئیں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: Order No. 46, Senator Faisal Javed Sahib.

**Resolution moved by Senator Faisal Javed regarding
recitation of the Holy Quran and Darood at the
Commencement of every Public Meeting and
Conference**

سینیٹر فیصل جاوید: جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اس لیے اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجا

کرو۔ یہ قرآن پاک میں حکم ہے۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ ہر سرکاری میٹنگ، کانفرنس یا تقریب کا آغاز تلاوت کلام بمعہ اردو ترجمہ اور درود شریف سے کیا جائے تاکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی روایات کی ترویج کی حوصلہ افزائی ہو اور ہم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو۔ یہ قرارداد ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! کیا اس کو بھی آپ redraft کر سکتے ہیں۔ سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب اور باقیوں کے ساتھ بیٹھ کر اس کو redraft کر کے ہاؤس میں لے آئیں۔

سینیٹر فیصل جاوید: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ اس میں تو کسی redrafting کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ قرآن کا حکم ہے کہ اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجا کرو۔ جناب چیئرمین! یہ کسی پرائیویٹ میٹنگ کا یا کسی پارٹی کے اجلاس کا اس سے تعلق نہیں ہے۔ یہ جو سرکاری سطح پر تقریبات ہوتی ہیں۔ President House, Prime Minister House, Senate of Pakistan and National Assembly میں جب کوئی تقریب ہو تو تلاوت کے بعد ترجمہ کیا اور اس کے بعد ایک مرتبہ درود شریف پڑھ لیں۔

Mr. Chairman: Right. Minister Sahib, is it opposed?

جناب علی محمد خان: جناب چیئرمین! اصولی طور پر تو انہوں نے بالکل صحیح بات کی ہے۔ (عربی) اے ایمان والو! میرے حبیب حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین پر میں اور میرے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں تو آپ بھی بھیج دیں۔ جتنی بھی سرکاری تقریبات ہیں ان کی ابتدا تو پہلے سے ہی تلاوت سے ہوتی ہے بلکہ کچھ تقریبات میں باقاعدہ ترانہ بھی سنایا جاتا ہے لیکن یہاں پر انہوں جو addition کی ہے کہ اس کے ساتھ ترجمہ بھی ہو کیونکہ اگر ترجمہ نہیں ہوگا تو اس کے بارے میں آپ کو صحیح معنوں میں اس کی understanding نہیں ہوگی اور درود شریف بھی ثواب کا کام ہے۔ حکومت کی طرف سے اس کی کوئی مخالفت نہیں ہے۔ ہم تو سو فیصد اس کو support کرتے ہیں لیکن اگر کسی کو اعتراض ہے تو آپس میں بیٹھ جائیں اور اس کو unanimous لے آئیں کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو controversial نہ بن سکے۔ حکومت سو فیصد support کرتی ہے۔

جناب چیئرمین: فیصل! میرے خیال میں بیٹھ کر اور اس کو بنا کر پھر ہاؤس میں پیش کریں۔

سینیٹر فیصل جاوید: جناب چیئرمین! اس میں کوئی تکتہ نہیں ہے کہ میں بیٹھ جاؤں۔ اتنے عرصے سے میں انتظار کر رہا ہوں کہ یہ قرارداد پیش کروں۔ بالآخر جب پیش کرنے کا موقع ملا۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ ہر سرکاری میٹنگ، کانفرنس یا تقریب کا آغاز تلاوت کلام بمعہ اردو ترجمہ اور درود شریف سے کیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ میں ہاؤس میں put کر دوں۔ فیصل ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں کہ اس کو دیکھ لیں۔

سینیٹر فیصل جاوید: جناب چیئرمین! آپ ووٹنگ کرا دیں۔ وہاں سے کتنے لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں تو پھر بات ہے۔ اگر زیادہ لوگ مخالفت نہیں کر رہے ہیں تو پھر اس کو پاس کریں تاکہ یہ سلسلہ شروع ہو جائے۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: اگر ووٹنگ میں کسی نے oppose کیا تو تاثر غلط جائے گا۔

(مداخلت)

Senator Faisal Javed: I consider the facts that the way this has been opposed is making it sensitive, you are right. I respect that because you know

یہ جو قرارداد ہے یہ اس قدر important ہے کہ میں تو چاہتا ہوں کہ ہاؤس کا ایک ممبر بھی اس کی مخالفت نہ کرے۔ اس spirit کو برقرار رکھتے ہوئے پہلی درخواست یہ ہے کہ اس کو پاس کر دیں کیونکہ کل سے ہی اس پر عمل درآمد شروع ہو جائے۔ ورنہ redrafting میں یہی چیزیں آئیں گی۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے کہ ہم اس میں کیا change لائیں گے۔ میری گزارش ہے کہ دو سیکنڈ کے لیے آپ سوچ لیں ورنہ redraft ہو کر بھی یہی چیز آپ کے سامنے آئے گی۔ اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ جناب چیئرمین! اس قرارداد میں کسی سورہہ کا ترجمہ نہیں ہے۔ وہ اس قرارداد کے متن کا حصہ نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Faisal Sahib, let's defer it and we will consider it in the next Private Members' Day.

سینیٹر فیصل جاوید: جناب چیئرمین! میری ایک گزارش ہے۔ یہ بھی دیکھیں کہ اتنی مقدس قرارداد کو کیوں واپس کیا جائے۔ دوسری چیز جو objection اٹھا اور ترجمہ کی بات کی گئی وہ اس قرارداد کے متن کا حصہ نہیں ہے۔ اس قرارداد کی سیدھا سادہ تین سطریں ہیں۔ اس کے اندر قرآن کی آیت کا ترجمہ نہیں ہے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو بس پاس کر دیا جائے۔ بعد میں اگر اس پر دوبارہ کچھ کرنا ہو تو ہم کر سکتے ہیں۔

Mr. Chairman: I now put the resolution before the House.

(The resolution was adopted)

Mr. Chairman: The resolution is passed unanimously.

چلو، unanimous نہیں ہوا۔

The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 16th November, 2021 at 11:00 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 16th November, 2021 at 11:00 a.m.]

Index

Ms. Zartaj Gul	78
Senator Kauda Babar	47, 48
Senator Mohsin Aziz	27, 28, 41, 45, 46
Senator Muhammad Azam Khan Swati.....	26
Senator Mushtaq Ahmed.....	13, 19, 28, 31, 33, 48
Senator Rana Maqbool Ahmad	27, 31
Senator Saleem Mandviwalla	33, 39, 40, 80
Senator Seemee Edzi	78
Senator Shahadat Awan.....	42, 43
Senator Syed Ali Zafar	19, 44, 67, 81, 84
Senator Zeeshan Khan Zada	85, 87
جناب علی محمد خان	22, 28, 30, 33, 34, 35, 36, 42, 43, 46, 71, 81, 86, 87, 88, 89
ڈاکٹر شیریں ایم مزاری	17, 18
سینیٹر اعجاز احمد چوہدری	7, 8, 10
سینیٹر اعظم نذیر تارڑ	4, 5, 25, 58
سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری	56
سینیٹر تاج حیدر	52, 58
سینیٹر ڈاکٹر شہزادہ وسیم	10, 37, 38, 40
سینیٹر ذیشان خانزادہ	85, 86, 87, 88
سینیٹر سلیم ماندوی والا	34, 36, 79
سینیٹر سید شبلی فراز	36, 39, 65
سینیٹر سید علی ظفر	19, 21, 22, 24, 44, 67
سینیٹر سید یوسف رضا کیلانی	6, 37, 38, 39, 62, 65
سینیٹر شہادت اعوان	42
سینیٹر شیریں رحمن	22, 36
سینیٹر فیصل جاوید	36, 37, 48, 88, 89, 90, 91
سینیٹر کامران مرتضیٰ	11, 12
سینیٹر کامل علی آغا	2, 3
سینیٹر محسن عزیز	27, 39, 41, 45, 47
سینیٹر مشتاق احمد	14, 15, 49, 50, 52, 53
سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری	18
سینیٹر میاں رضار بانی	22, 45
سینیٹر ہدایت اللہ	13
سینیٹر مشتاق احمد	29, 31, 32